

جدید و قدیم تمام مسلمانوں کے لیے بہترین کتاب
کاترجمہ بنام Welcome to Islam



اسلام کے پہنچادی عقائدے

(مع دین اسلام کے بارے میں 27 سوال جواب)



جَدِيد وَقَدِيم تمام مسلمانوں کے لیے بہترین کتاب

کاترجمہ بیان Welcome to Islam

اسلام کے بنیادی عقیدے

مع دین اسلام کے بارے میں 27 سوال جواب

پیش کش

مجلس الْمَدِيْنَةُ الْعِلْمِيَّةُ (دعوت اسلامی)

(شعبہ اصلاحی کتب)

ناشر

مكتبة المدينة باب المدينة كراچي

الصلوة والسلام على حديث بارسول الله وعلی الرَّبِّ واصحابه يا حبیب الله

نام کتاب : اسلام کے بنیادی عقیدے

پیش کش : مجلس المدینۃ الجلیلیۃ (شعبہ اسلامی کتب)

تاریخ طبع : جمادی الاولی ۱۴۳۷ھ، مارچ 2015ء

ناشر : مکتبۃ المدینۃ فیضان مدینہ باب المدینۃ کراچی

تصدیق نامہ

حوالہ: 201

تاریخ: ۲ جمادی الاولی ۱۴۳۷ھ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين وعلى آله واصحاحا به اجمعين
تصدیق کی جاتی ہے کہ کتاب

”اسلام کے بنیادی عقیدے“

(مطبوعہ مکتبۃ المدینۃ) پر مجلس تفتیش کتب و رسائل کی جانب سے نظر ثانی کی کوشش
کی گئی ہے۔ مجلس نے اسے عقادہ، کفریہ عبارات، اخلاقیات، فتھی مسائل اور عربی عبارات وغیرہ
کے حوالے سے مقدور بھر ملاحظہ کر لیا ہے، البتہ کپوڑنگ یا کتابت کی غلطیوں کا ذمہ مجلس پر نہیں۔
مجلس تفتیش کتب و رسائل (دعوت اسلامی)



22-2-2015

E-mail: ilmia@dawateislami.net

www.dawateislami.net

مدنی التجاء: کسی اور کویہ کتاب چھپنے کی اجازت نہیں

فلم سٹ

ردی	عنوان	ردی	عنوان
29	وَجَالَ كَاظْبُور	4	اُس کتاب کو پڑھنے کی نیتیں
32	يَا جُونِ وَمَا جُونِ كَاظْبُور	8	پیش لفظ
33	دَابَّةُ الْأَرْضِ كَاظْبُور	12	اللَّهُ تَعَالَى پر ایمان
34	سُورَجِ مَغْرِبٍ سَطَ طَلُوعُ هُوَكَا	14	نبوٰت پر ایمان
34	خُوشِبُودَارِ اُرْثِنَدِيٍّ ثَعَنْدِيٍّ هُوَا كَاظْبُورَا	15	انبیاء عَلَيْهِمُ السَّلَامُ سب انسان تھے
34	صُورَكَا بَحْوَنَا كَاظْبُورَا	15	اللَّهُ تَعَالَى کے چند مُعَرَّبَنیوں کے آسماء
37	اسلام کی بنیادیں، ایمان	17	انبیاء کی تعداد
39	نماز	17	فرشتوں پر ایمان
40	رُكُوت	19	جَنْ
43	روزہ	20	اللَّهُ تَعَالَى کی کتابوں پر ایمان
44	حج	21	قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا آخری کلام ہے
46	حضرت سیدنا محمد صَلَّی اللَّهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	21	موت اور قبر
50	دین اسلام کے بارے میں سوالات	22	توفین کے بعد کیا ہوتا ہے؟
50	اور جوابات	24	قیامت
75	اسلام، سائنس اور صحیت	25	علم کا اٹھ جانا
85	اسلام میں عورت کا مقام	26	جنی بِگاڑ
100	اسلام اور دہشت گردی	26	جھوٹے نبی
109	حقیقت خود یوتی ہے	27	مال کی کثرت
113	اسلام کا پیغام آفاقتی ہے	27	وقت بہت جلدی گزرے گا
117	حرف آخر	28	قیامت کی بعض بڑی نشانیاں
118	ماخذ و مراجع	28	امام مہدی رَضِیَ اللَّهُ عَنْہُ کاظْبُور

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

”اسلام کے بنیادی عقیدے“ کے اخبارہ حروف کی سیست سے اس کتاب کو پڑھنے کی ”18 نتیجیں“

فرمانِ مصطفیٰ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰيهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَيَّةُ الْمُؤْمِنِ مِنْ خَيْرٍ مِنْ عَمَلِهِ یعنی مسلمان کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔ (معجم کبیر للطبرانی، ۱۸۵/۶، حدیث: ۵۹۴۲)

- دو مَدَنِیٰ پھول: 1) بغیرِ اچھی نیت کے سن بھی عمل خیر کا ثواب نہیں ملتا۔
- 2) جتنی اچھی نتیجی زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

1) ہر بار حمد و 2) صلوٰۃ اور 3) تَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّرِّ و 4) تَسْمِیٰہ سے آغاز کروں گا (ای صفحہ پر اور پردی ہوئی دو عربی عبارات پڑھ لینے سے چاروں نتیجوں پر مل ہو جائے گا) 5) اللّٰہ عَزَّوَ جَلَّ کی رضاکے لیے اس کتاب کا اول تا آخر مطالعہ کروں گا 6) حتیٰ الوضع اس کا باذخُوا اور 7) قبلہ رُومِ طالعہ کروں گا 8) قرآنی آیات اور 9) احادیث مبارکہ کی زیارت کروں گا 10) جہاں ”اللّٰہ“ کا نام پاک آئے گا وہاں عَزَّوَ جَلَّ اور 11) جہاں جہاں ”سرکار“ کا اسم مبارک آئے گا وہاں صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰيهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ پڑھوں گا 12) (اپنے ذاتی نسخے پر) یادداشت والے صفحہ پر ضروری نکات لکھوں گا 13) (اپنے ذاتی

نخے پر) عند الضرورت (یعنی ضرورتاً) خاص خاص مقامات پر آنڈر لائِن کروں گا﴿14﴾ کتاب مکمل پڑھنے کے لیے بنتی حصوں علم دین روزانہ کم از کم چار صفحات پڑھ کر علم دین حاصل کرنے کے ثواب کا حقدار بول گا﴿15﴾ دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا﴿16﴾ اس حدیث پاک ”تَهَادُوا تَحَابُوا“ ایک دوسرے کو تحفہ دوآپس میں محبت بڑھے گی (مؤطا امام مالک ۲/۴۰۷، حدیث: ۱۷۳۱:) پر عمل کی نیت سے (ایک یا حسب توفیق تعداد میں) یہ کتاب خرید کر دوسروں کو تحفہ دوں گا﴿17﴾ اس کتاب کے مطالعے کا ساری امت کو ایصال ثواب کروں گا﴿18﴾ کتابت وغیرہ میں شرعی غلطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مطلع کروں گا (ناشرین و مصنفوں وغیرہ کو کتابوں کی اگلاط بصرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)۔

اچھی اچھی نیتوں سے متعلق رہنمائی کیلئے، امیر الہلسنت دامت بَرَكَاتُهُمُ الْعَالِيَّةُ
کاسنتوں بھرا بیان ”بَنِيَّتِ“ کا پھل ”اور نیتوں سے متعلق آپ کا مرتب کردہ
رسالہ ”ثواب بڑھانے کے نخے“ مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ
سے ہدیٰ حاصل فرمائیں۔

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلٰوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ النُّبُوٰسِلِيٰءِ
اَمَّا بَعْدُ فَاعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

المدينة العلمية

از شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوت اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابو بلال، محمد الیاس عطار قادری رضوی، ضیائی دامت برکاتہم العالیہ تبلیغ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک "دعوت اسلامی" نیکی کی دعوت، احیائے سنت اور اشاعت علم شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزم مضموم رکھتی ہے، ان تمام امور کو نکسن خوبی سرانجام دینے کے لئے متعدد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس "المدينة العلمیة" بھی ہے جو دعوت اسلامی کے علماء و مفتیان کرام کثرہم اللہ تعالیٰ پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

﴿۱﴾ شعبۃ کتب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ﴿۲﴾ شعبۃ درسی تسب

﴿۳﴾ شعبۃ اصلاحی کتب ﴿۴﴾ شعبۃ تراجم کتب

﴿۵﴾ شعبۃ تفہیش کتب ﴿۶﴾ شعبۃ تجزیع

"المدينة العلمیة" کی اولین ترجیح سرکار اعلیٰ حضرت امام اہلسنت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانہ شمع رسالت، مجدد دین و ملت، حامی سنت، ماجی

پدعت، عالم شریعت، پیر طریقت، باعثِ خیر و برکت، حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحْمَن کی گراں مایہ تصنیف کو عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتیٰ الْوَسْع سہلِ اسلوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بھینیں اس علمی، تحقیقی اور ارشادی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی گُلب کا خود بھی مطالعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دلائیں۔

الله عزوجل "دھوتِ اسلامی" کی تمام مجالس بکاموں "المدینۃ العلمیۃ"، کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عمل خیر کو زیورِ اخلاص سے آراستہ فرمائ کر دنوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت، جنتِ ابیقیع میں مدفن اور جنتِ الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔

اَمِينٌ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْأَمِينِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ



رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعُلَمَائِنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ
أَمَّا بَعْدُ فَاعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

پیش لفظ

اس روئے زمین پر مختلف نماہب اور آدیان کے ماننے والے آباد ہیں جو اپنی اپنی تہذیب اور اعتقاد کے مطابق زندگی گزار رہے ہیں لیکن خالق کائنات اللہ عز و جل کی بارگاہ عالیہ میں مقبول دین ”اسلام“ ہے چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ الِّرَّبِّيْنَ عَنِّيْدَ اللّٰهِ الِّإِسْلَامُ

ترجمہ کنز الایمان: بے شک اللہ کے بیہاں
اسلام ہی دین ہے۔ (پ ۳، آل عمران: ۱۹)

اور دوسرے مقام پر ہے:

وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الِّإِسْلَامَ دِيَنًا فَأُنَّ
يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْأُخْرَى مِنَ
الْخَسِيرِيْنَ (۸۵) (پ ۳، آل عمران: ۸۵)
ترجمہ کنز الایمان: اور جو اسلام کے سوا کوئی
ساقتہ تمام انبیاء علی نیسا و علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی اسی دین اسلام پر تھے چنانچہ
مفسر شہیر، صدر الأفاضل مولانا سید محمد فیض الدین مراد بادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی آیت:
وَأَشَهَدُ إِنَّا مُسْلِمُوْنَ (۵۲) (پ ۳، آل عمران: ۵۲)
کہ تم مسلمان ہیں۔

کے تحت فرماتے ہیں: اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پہلے انبیاء (علی نیسا و علیہم الصلوٰۃ والسلام)

کا دین اسلام تھانہ کہ یہودیت و نصرانیت۔

ان تمام حلیلُ القدر انبياء علیهم السلام نے لوگوں کو ایک اللہ پر ايمان لانے اور اسی کی عبادت بجالانے کی دعوت دی۔ سب سے آخر میں اللہ عزوجل نے اپنے پیارے جیب حضرت سید نا محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیْہ وَاللہ وَسَلَّمَ کو مبعوث فرمایا اور ان پر قرآنِ پاک نازل فرمایا اور انہیں أخلاقِ حسنہ کا بہترین نمونہ بنایا اب رہتی دنیا تک قرآنِ پاک اور آپ کی سنت ہی دین کی بنیاد ہیں۔

اسلام ایک فطری اور آفاقتی دین ہے اور انسانیت کے لیے کامل ہدایت ہے اس کی تعلیمات اور احکام خالق کائنات اللہ عزوجل کے نازل کردہ ہیں لہذا انہیں پر عمل پیرا ہو کر دونوں جہان میں کامیابی ممکن ہے۔ ہر ایک کو چاہیے کہ اسلامی تعلیمات سیکھے اور اپنے عقائد، عبادات، معاملات اور اخلاقیات وغیرہ میں اگر کچھ کوتا ہی پائے تو اسلام کی روشنی میں اس کوتا ہی کو دور کرے اور مکمل طور پر اسلامی ضابطہ حیات کے مطابق زندگی گزارنے میں کوشش رہے۔

زیرِ نظر کتاب میں اسلامی عقائد کو آسان انداز میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور اختصار کے ساتھ ارکانِ اسلام پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ آخری ابواب میں اسلامی احکامات و تعلیمات سے متعلق مختلف سوالات قائم کر کے ان کے عام فہم جوابات دیئے گئے ہیں اور اس ضمن میں جابجا قرآنی آیات اور احادیث نبوی بھی نقل فرمائی ہیں۔ ہر ایک کے لیے اس کا مطالعہ مفید ہے۔ اس سے قبل یہ کتاب مکتبۃ المدینہ سے انگریزی میں welcome to islam کے نام سے شائع ہو چکی ہے اور اب اردو میں، شیخ طریقت

امیرِ اہلسنت، بنی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی
دامت برکاتہم العالیہ کی بارگاہ سے عطا کردہ ”اسلام کے بنیادی عقیدے“ کے نام
سے شائع کی جا رہی ہے۔

الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَّلَ! مجلس ”المدينة العلمية“ یہ کتاب درج ذیل خصوصیات
سے مزین کر کے بہتر انداز میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے:

☆ ”المدينة العلمية“ کے انداز کے مطابق اس کتاب کو بھی زیور تحریق سے
آراستہ کرتے ہوئے احادیث و روایات کی مقدور بھر تحریق کا اہتمام کیا گیا ہے۔

☆ جن کتب سے تحریق کی گئی ہے آخر میں ان تمام کی فہرست ”مأخذ و مراجع“
کے نام سے بنائی گئی ہے اور اس فہرست میں مصنفین و مولفین کے نام مع سن وفات،
مطابق اور سن طباعت بھی ذکر کر دیئے گئے ہیں۔

☆ جابجا مشکل الفاظ پر اعراب بھی لگائے گئے ہیں۔

☆ آیات میں قرآنی رسم الخط (خط عثمانی) برقرار رکھنے کے لیے تمام آیات ایک مخصوص
قرآنی سافٹ ویئر سے (Corel Draw) کے ذریعے پیش کی گئی ہیں۔

☆ آیات قرآنی کا ترجمہ کنز الایمان سے پیش کیا گیا ہے۔

☆ آیات و ترجمہ کا تقابل ”کنز الایمان“ (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) سے دو مرتبہ کیا
گیا ہے۔

☆ علامات ترقیم (Punctuation Marks) یعنی کاما، فل اسٹاپ، کالن، انورڈر
کاماز (Inverted Commas) وغیرہ کا ضرورتاً اہتمام کیا گیا ہے۔

☆..... کتاب کو خوبصورت بنانے کے لیے ہیڈنگز (Headings)، قرآنی آیات، بعض عبارات، نمبرگ اور بارڈو غیرہ کی ترکیب ڈیزائنگ سافٹ ویئر Corel Draw کے ذریعے کی گئی ہے۔

☆..... دو مرتبہ پوری کتاب کی پروف ریڈنگ کی گئی ہے۔
 اس کام میں آپ کو جو خوبیاں نظر آئیں یقیناً وہ اللہ عزوجل کی عطا اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالَیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی عنایت سے ہیں اور علمائے کرام درجہمہم اللہ السَّلَامُ بِالْخُصُوصِ شیخ طریقت امیر اہلسنت بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری ضیائی مددِ ذلّة العالی کے فیضان کا صدقہ ہیں اور باوجود احتیاط کے جو خامیاں رہ گئیں انہیں ہماری طرف سے نادانستہ کوتا ہی پر محول کیا جائے۔ قارئین خصوصاً علماء کرام دائمت فیوضُہم سے گزارش ہے اگر کوئی خامی آپ محسوس فرمائیں یا اپنی تیقی آراء اور تجاویز دینا چاہیں تو ہمیں تحریری طور پر مطلع فرمائیے۔ اللہ عزوجل ہمیں اپنی رضا کے لیے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور دعوت اسلامی کی مجلس "المدینۃ العلمیۃ" اور دیگر مجالس کو دن گیارہویں رات بارہویں ترقی عطا فرمائے۔ امین بجاءِ الْأَمِیْنَ صَلَّی اللہُ تَعَالَیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ .

شعبہ اصلاحی کتب
 مجلس المدینۃ العلمیۃ

اللہ تعالیٰ پر ایمان

مسلمان ہونے کے لیے یہ ضروری ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی وحدائیت کو مانے اور حضرت محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی نبوت و رسالت کو مانے۔

اللہ تعالیٰ ایک ہے، اس کی خدائی میں، اس کے کاموں میں، اس کے احکام میں اور اس کے اسماء میں کوئی اس کا شریک نہیں۔

اللہ عَزَّوَ جَلَّ وَاجِبُ الْجُودِ ہے جس کا معنی یہ ہے کہ اس کا وجود ضروری ہے اور عدم محال ہے، وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشور ہے گا، صرف اللہ ہی غیر محدود و تعریفوں، محبتوں اور عبادت کا حق دار ہے۔

اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں ہے بلکہ ہر شے اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات کا عقل کے ذریعے سے احاطہ نہیں کیا جاسکتا، وہ ہمارے خیال اور سمجھ سے وراء ہے، عقل، دنائی اور حکمت ان ذرائع سے اللہ تعالیٰ کی عظیم ذات کو جانتا ممکن نہیں ہے، وہ خیالات سے وراء ہے، وہ کسی حد میں محدود نہیں ہے۔

کسی چیز کو تصور میں تباہی لا جاسکتا ہے جب اس کی کوئی طے شدہ شکل و صورت ہو اور اللہ تعالیٰ شکل و صورت سے پاک ہے، لامحدود ہے اور ہر پابندی سے آزاد ہے، لہذا عقل میں اس کی کوئی بھی شکل و صورت بٹھانا ممکن نہیں ہے، البتہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر غور اور تدبیر کرنے سے اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت عقل کو استعمال

کرنے سے اللہ تعالیٰ کے وجود کی معرفت ممکن ہے۔

اللہ تعالیٰ نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا اور نہ ہی اس کی کوئی بیوی ہے، جو یہ مانے یا کہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کا باپ ہے یا بیٹا ہے وہ دائرة اسلام سے خارج ہے۔

اللہ تعالیٰ سارے کمالات کا جامع ہے، ہر ناپاکی، عیب، ظلم، بدآخلاقی اور بے حیائی کے کاموں سے پاک ہے، کسی نقص، کوتاہی یا کمزوری کا اس کی ذات میں پایا جانا بالکل ناممکن ہے۔

جمهوٹ بولنا، دھوکہ دینا، بد تمیزی، وحشت، جہالت، بے حرمتی اور اس جیسی دیگر مذموم چیزیں اللہ تعالیٰ کے لیے ممکن نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ وقت، جگہ اور رسمت کی حدود سے، شکل و صورت اور ہر وہ چیز جو مخلوق سے مشابہت رکھتی ہے اس سے پاک ہے۔

اللہ تعالیٰ کو دنیا میں دیکھنا یہ ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ خاص ہے۔^(۱)

حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے معراج کی رات اللہ تعالیٰ کا جاگتے ہوئے سر کی آنکھوں سے دیدار کیا۔^(۲)

باتی انیماع غایبِ السَّلَام نے مُراقبہ یا خواب کی حالت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا۔^(۳)

روایت ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَیٰ عَلَيْهِ خواب میں سو سے

② بہار شریعت حصہ ۱، ۶۸/۱

① بہار شریعت حصہ ۱، ۲۰/۱

③ بہار شریعت حصہ ۱، ۲۱/۱

(۱) زیادہ مرتبہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کے علاوہ بعض اولیاء اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو بھی خواب میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ مالِکِ الملک یعنی سب سے بڑا بادشاہ ہے، وہ جو چاہے جب چاہے جیسے چاہے اپنی مرضی سے کرتا ہے کسی کا اس پر قبضہ یا تسلط نہیں ہے اور کوئی اس کے ارادہ سے اُسے پھیرنہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ کوئی اونگھ آتی ہے اور نہ نیندوہ سارے جہانوں کو ہمیشہ دیکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نہ کبھی تھکلتا ہے اور نہ ادا س ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی اس کائنات کی حفاظت کرنے والا نہیں، وہ سب سے زیادہ برداشت کرنے والا، خیال رکھنے والا، اور ماں باپ سے بھی زیادہ رحم کرنے والا ہے، اس کی رحمت ٹوٹے ہوئے دلوں کا چین ہے، ساری شانیں اور عظمتیں صرف اسی کے لیے ہیں۔^(۲)

نبوت پر ایمان

مسلمان کے لیے انبیاء علیہم السلام کی صفاتِ حمیدہ کو مانا ایسے ہی ضروری ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی صفات کو مانا ضروری ہے، نبوت کے بارے میں اتنا اور صحیح علم ضروری ہے کہ جس کی وجہ سے انبیاء علیہم السلام کی طرف غلط باقی میں منسوب کرنے، غلط عقیدے اختیار کرنے اور ان کی عظمت و مرتبہ کے خلاف کچھ کہنے یا سننے سے بچ سکیں۔

۱ منح الروض الازهر، ص ۱۲۴ و بہار شریعت حصہ ۱، ۲۱/۱

۲ بہار شریعت حصہ ۱، ۲۲/۱ ماخوذًا



نبی ایک ایسا انسان ہے جس پر انسانوں کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وُحْی نازل ہوتی ہے، ایسے انسان کو اللہ کا رسول بھی کہتے ہیں۔

جتنے بھی بی تشریف لائے سب کے سب انسان اور مرد تھے، کسی عورت کو بھی بھی نبی کے مرتبے پر فائز نہیں کیا گیا، اللہ تعالیٰ پر یہ ضروری نہیں تھا کہ وہ انبیاء علیہم السَّلَام کو بھیجے۔ بہر حال یہ اس کا حد ذات جم کرم اور اس کی مہربانی ہے کہ اس نے انسان کی ہدایت کے لیے نبیوں کو بھیجا، بی صرف وہی ہوتا ہے جس پر وُحْی نازل ہوتی ہے، وہ وُحْی چاہے فرشتے کے ذریعے سے ہو یا کسی اور ذریعے سے۔^(۱)



اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہدایت کے لیے وُقْتاً فوْقَ آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد صَلَّی اللہ علیہ وَالِہ وَسَلَّمَ تک بہت سے انبیاء علیہم السَّلَام کو بھیجا، بعض کے نام قرآن پاک میں وضاحت کے ساتھ بیان ہوئے اور بعض کے بیان نہیں ہوئے، وہ انبیاء جن کے تذکرے قرآن پاک میں ہیں ان کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

- | | |
|-----------------------------|------------------------------|
| (۱) آدم علیہ السلام | (۲) اور لس علیہ السلام |
| (۳) پ، ۱، میریم: ۵۶ | (۴) پ، ۱۹، الشعرا: ۱۰ |
| (۵) پ، ۱۶، البقرة: ۲۱ | (۶) پ، ۱۹، الشعرا: ۱۲۴ |

^۱ بہار شریعت، حصہ ۱، ص ۲۸۱ ماخوذًا
^۲ پ، ۱، البقرة: ۲۱

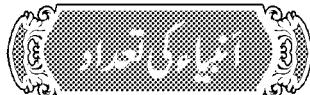
^۳ پ، ۱۶، میریم: ۵۶ ^۴ پ، ۱۹، الشعرا: ۱۰

(2)	ابراہیم علیہ السلام	(1)	صاحب علیہ السلام
(4)	اسحاق علیہ السلام	(3)	اسماعیل علیہ السلام
(6)	یعقوب علیہ السلام	(5)	لوط علیہ السلام
(8)	شعیب علیہ السلام	(7)	یوسف علیہ السلام
(10)	موئی علیہ السلام	(9)	ایوب علیہ السلام
(12)	ذوالکفل علیہ السلام	(11)	ہارون علیہ السلام
(14)	شیلیمان علیہ السلام	(13)	داود علیہ السلام
(16)	یحییٰ علیہ السلام	(15)	زرگریا علیہ السلام
(18)	الیاس علیہ السلام	(17)	یوں علیہ السلام
(20)	عیسیٰ علیہ السلام	(19)	اللنسع علیہ السلام

-
- | | |
|---|--------------------|
| ① | ب ۱۹، الشعراء: ۱۴۲ |
| ② | ب ۶، النساء: ۱۶۳ |
| ③ | ب ۶، النساء: ۱۶۳ |
| ④ | ب ۶، النساء: ۱۶۳ |
| ⑤ | ب ۱۹، الشعراء: ۱۶۱ |
| ⑥ | ب ۶، النساء: ۱۶۳ |
| ⑦ | ب ۱۲، يوسف: ۴ |
| ⑧ | ب ۱۹، الشعراء: ۱۷۷ |
| ⑨ | ب ۶، النساء: ۱۶۳ |
| ⑩ | ب ۹، الاعراف: ۱۰۴ |
| ⑪ | ب ۶، النساء: ۱۶۳ |
| ⑫ | ب ۱۷، الانبياء: ۸۵ |
| ⑬ | ب ۶، النساء: ۱۶۳ |
| ⑭ | ب ۶، النساء: ۱۶۳ |
| ⑮ | ب ۱۶، مریم: ۷ |
| ⑯ | ب ۲۳، الصافات: ۱۲۳ |
| ⑰ | ب ۶، النساء: ۱۶۳ |
| ⑲ | ب ۷، الانعام: ۸۶ |
| ⑳ | ب ۶، النساء: ۱۶۳ |

۲۵) ﻋَرَفْتُ إِيمَانَ السَّلَامِ (۱) اور

۲۶) سارے نبیوں کے سردار حضرت محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ



انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَامُ کی تعداد یقین کے ساتھ متعین کرنا درست نہیں کیونکہ انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَامُ کی تعداد کے معاملہ میں روایات مختلف ہیں لہذا محفوظ طریقہ یہ ہے کہ انسان یوں کہے کہ اللہ تعالیٰ نے کم بیش ایک لاکھ چویں ہزار انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَامُ کو انسانوں کی ہدایت کے لیے بھیجا۔

فرشتون پر ایمان

فرشتہ نہ مرد ہیں اور نہ عورت، نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں، وہ نور سے پیدا کیے گئے ہیں اور انہیں یہ طاقت حاصل ہے کہ وہ کوئی بھی شکل و صورت اختیار کر لیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی اور حکم کے خلاف کچھ نہیں کرتے، ہر فرشتے کے ذمہ کوئی نہ کوئی کام ہے، کچھ فرشتے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے نبیوں کی طرف دھی لاتے ہیں، کچھ کی ذمہ داری بارش برسانا ہے، کچھ مخلوق تک رزق پہنچانے کی ذمہ داری ادا کرتے ہیں، کچھ فرشتے ماں کے پیٹ میں بچے کی شکل و صورت بناتے ہیں اور کچھ انسانی جسم میں آنے والی تبدیلیوں کی دیکھ بھال کرتے ہیں، کچھ فرشتوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ جاندار چیزوں

۱) ب، ۱۰، التوبۃ: ۳۰

۲) ب، ۲۲، الاحزاب: ۴۰ و بہار شریعت، حصہ ۱/۳۸۷ ماخوذًا

کی ان کے دشمنوں سے اور سخت خطرات سے حفاظت کریں اور کچھ فرشتے گھوم پھر کر ایسی محافل میں شامل ہوتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کا ذکر اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہوتا ہے، کچھ فرشتے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ڈرود وسلام پڑھنے والوں کا ڈرود وسلام پیش کرتے ہیں اور کوئی وہ ہے جو قیامت کے دن سے پہلے صور پھونکے گا۔^(۱)

حضرت سیدنا جبریل علیہ السلام سب فرشتوں کے سردار ہیں، ان کا خطاب روح الائین ہے، انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں چوبیس ہزار مرتبہ حاضری دی ہے۔^(۲)

ایسا طرح آدم علیہ السلام کے پاس بارہ مرتبہ، اور یہیں علیہ السلام کے پاس چار مرتبہ، روح علیہ السلام کے پاس چھاس مرتبہ، ابراہیم علیہ السلام کے پاس بیالیس مرتبہ، ایوب علیہ السلام کے پاس تین مرتبہ، یعقوب علیہ السلام کے پاس چار مرتبہ، موی علیہ السلام کے پاس چار سو مرتبہ اور عیسیٰ علیہ السلام کے پاس دس مرتبہ حاضری دی ہے۔^(۳)

دیگر مُعَزَّز فرشتوں میں سے سیدنا میکائیل، سیدنا اسرافیل اور سیدنا عزرا میل علیہم السلام ہیں، سیدنا عزرا میل علیہ السلام موت کے فرشتے ہیں، پھر کچھ اور فرشتے ہیں جو عرش اور کرسی کو اٹھائے ہوئے ہیں، فرشتوں کی اپنی کوئی رائے یا اپنے عقلي فیصلہ نہیں ہوتے،

۱.....بہار شریعت، حصہ ۱، ص ۹۰ ماخوذ

۲.....تفسیر روح البیان، پ ۱۹، الشعراء، تحت الایة: ۱۹۳، ۶/۳۰

۳.....تفسیر السراج المنیر، ۱/۱۰۲ (لیس فیہ ذکر ایوب و یعقوب علیہما السلام)

وہ پیدا ہی مُحض اللہ تعالیٰ کا حکم ماننے کے لیے کیے گئے ہیں، وہ کیوں، کیسے، کیا، اس طرح کے سوال اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر نہیں پوچھتے وہ مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں رہتے ہیں۔

دوفرشتہ نہیں شہ انسان کے ساتھ اس کے دونوں کندھوں پر ہوتے ہیں، ان کو کراما کا تین کہتے ہیں، وہ اپنے بُرے اعمال لکھتے ہیں، دوسرا دو مشہور فرشتے مُنگر اور نکیر ہیں، میت کو دفنادینے کے بعد یہ فرشتے میت سے ایمان کے متعلق تین سوال پوچھتے ہیں:

سوال نمبر ۱: تیرارب کون ہے؟

سوال نمبر ۲: تیرادین کیا ہے؟

سوال نمبر ۳: اس ذات کے بارے میں تو کیا کہا کرتا تھا؟ (حضرت محمد صَلَّی اللہ عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے)۔

جس

ایک دوسری طاقتور مخلوق جس کو جس کہا جاتا ہے یہ آگ سے بنائے گئے ہیں، کچھ ایسے ہیں کہ وہ کوئی بھی شکل و صورت اختیار کر سکتے ہیں، ان کی زندگیاں بہت لمبی ہوتیں ہیں اور کچھ چیزیں ان کی انسانوں کی طرح ہوتی ہیں جیسے عقل اور روح، وہ کھاتے، پیتے، شادیاں کرتے ہیں اور ان کی بھی اولاد ہوتی ہے، انسانوں کی طرح انتقال بھی کرتے ہیں، ان میں مسلمان بھی ہیں غیر مسلم بھی، صحیح العقیدہ بھی اور بد مذہب بھی، سب جنوں کو بُرا سمجھنا بخختی سے منع کیا گیا ہے۔^(۱)

۱..... بہار شریعت، ۹۶/۱، ماخوذ

اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان

ساری آسمانی کتابیں سمجھی ہیں اور جو احکام اللہ تعالیٰ نے ان میں دینے ہیں ان پر ایمان لانا ضروری ہے البتہ قرآن پاک کے علاوہ دیگر کتابوں میں تبدیلی اور تحریف کی وجہ سے ان کی موجودہ عبارتوں پر سوالیہ نشان کھڑا ہو گیا ہے۔

آن مقدس کتابوں کی حفاظت کا ذمہ ان کتابوں کے ماننے والوں کو دیا گیا تھا، بجائے اس کے کہ وہ لوگ کتابوں کو سینوں اور تھیوں میں محفوظ کرتے کتابوں میں تبدیلیاں کرنے لگ گئے، نتیجہ یہ نکلا کہ ان کتابوں سے اعتقاد اٹھ گیا کیونکہ وہ ایسی نہ رہیں جیسے نازل ہوئی تھیں۔

لوگوں نے اپنے مفاد کی خاطر ان کتابوں کے الفاظ، حروف اور معانی تبدیل کر دیئے اور اپنی خواہشات کے مطابق کتابوں میں کمی یا بیشی کر دیا، آسمانی کتابوں میں اس طرح کی تبدیلی کو تحریف کہتے ہیں، اس لیے مناسب یہ ہے کہ جب ہمارے سامنے کوئی ایسی چیز آئے کہ جس کا ذکر پچھلی کتابوں میں ہے، تم اسے صرف اس صورت میں قبول کریں گے کہ وہ قرآن پاک کے ساتھ مطابقت رکھتی ہو، لیکن اگر وہ چیز قرآن پاک کی تعلیمات سے نکراتی ہے تو اس کو تحریف کا نتیجہ سمجھیں گے۔

لہذا اگر پچھلی کتابوں کے حوالے سے کوئی چیز ہمارے سامنے آئے تو وہ چیز قرآن پاک سے مطابقت رکھتی ہے یا نہیں اس کی تحقیق کیے بغیر ہم نہ تو فوراً اسے قبول کر لیں اور نہ ہی انکار کریں، اس معاملہ میں احتیاط کا دامن کپڑے رہنا بہت ضروری ہے۔



اللَّهُ تَعَالَى نے کئی مُقدَّس کتابیں اور صحیفے اپنے انبیاء عَلَيْہمُ السَّلَامَ کے ذریعے سے انسانوں کو عطا فرمائے، ان میں سے چار کتابیں بہت زیادہ مشہور ہیں:

(۱)تورات: حضرت موسیٰ عَلَيْہِ السَّلَامَ پر اتاری گئی۔

(۲)زَبُور: حضرت داؤد عَلَيْہِ السَّلَامَ پر اتاری گئی۔

(۳)إِنجِيل: حضرت عِيسَى عَلَيْہِ السَّلَامَ پر اتاری گئی۔

(۴)قرآن مجید: خاتم الانبیاء و الرَّسُول حضرت محمد عَلَيْہِ وَآلِہ وَسَلَّمَ پر اتارا گیا۔

اللَّهُ تَعَالَى کے کلام ہونے کی حیثیت سے ان کتابوں میں مرتبے کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں، کلامِ الٰہی ہونے کے حوالے سے سب کتابیں برابر ہیں البتہ قرآن مُقدَّس حصولِ ثواب کے حوالے سے سب کتابوں میں عظیم ہے۔^(۱)

موت اور قبر

جب روح جسم سے نکل جاتی ہے تو اس حالت کو موت کہتے ہیں، ہر ایک نے مرتا ہے، موت سے کسی کو کوئی چیز نہیں بچاسکتی، ہر ایک کے لیے موت کا وقت مُمکن ہے، کوئی بھی چیز اس کو موڑنہیں کر سکتی، جب کسی کی زندگی ختم ہو رہی ہوتی ہے تو عز رائیل عَلَيْہِ السَّلَامَ آ کراس کی روح نکال لیتے ہیں، جب مر نے والا شخص اپنے دامیں باسیں

۱.....بہار شریعت حصہ ۱، ۲۹ ماخوذًا

دیکھتا ہے تو اسے ہر طرف فرشتے نظر آتے ہیں، رحمت کے فرشتے مسلمان کے پاس آتے ہیں اور عذاب کے فرشتے کافر کے پاس آتے ہیں، مسلمان کی روح کو رحمت کے فرشتے آسمانی اور عزت کے ساتھ نکالتے ہیں اور کافر کی رُوح بڑے درد اور بے حرمتی کے ساتھ نکالی جاتی ہے۔^(۱)

جب کوئی قبروں کی زیارت کے لیے جاتا ہے، روحیں اس شخص کو دیکھتی پہچانتی ہیں اور جو وہ کہتا ہے اس کو سنتی بھی ہیں بلکہ روحیں تو زائرین کے قدموں کی آہٹ بھی سنتی ہیں۔^(۲)



جب انسان کو دفن کر دیا جاتا ہے تو قبر نگ ہو کر مریضت کو دباتی ہے، مسلمان کو ایسے دباتی ہے جیسے ماں اپنے بچے کو گلے سے لگا کر زور سے دباتی ہے۔^(۳) اور کافر کو اس طرح دباتی ہے کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں پیوشت ہو جاتی ہیں۔^(۴)
جب لوگ دفن کروائیں جانے لگتے ہیں تو مریضت ان کے قدموں کی آہٹ سنتی

① کنز العمال، کتاب الموت، فصل تلقین المحتضر، الجزء، ۱۵/۸، ۲۳۸، حدیث: ۴۲۱۶۲ مانحوداً

② کنز العمال، کتاب الموت، فصل فی زیارة القبور،الجزء، ۱۵/۸، ۲۷۲، حدیث: ۴۲۵۴۹ مانحوداً

وص ۲۵۴، حدیث: ۴۲۳۷۲

③ شرح الصدور، ذکر تخفیف ضمۃ القبر علی المؤمن، ص ۴۵

④ مسند امام احمد، مسند انس بن مالک بن النصر، ۴/۲۵۳، حدیث: ۱۲۲۷۳ و مصنف

عبد الرزاق، کتاب الجنائز، باب الصیر والبكاء والنیاحة، ۳/۳۷۶، حدیث: ۶۷۳۱

ہے۔^(۱) اس وقت دو فرشتے جن کے نام مُنگراو نکیر ہیں اپنے لمبے دانتوں سے زمین کو چیرتے پھاڑتے ہوئے قبر میں آتے ہیں، ان کی شکلیں بہت ڈراونی اور خوفناک ہوتی ہیں، ان کے جسموں کے رنگ کالے اور ان کی آنکھیں نیلیں اور بہت بڑی بڑی ہوتیں ہیں گویا کہ ان کی پیشانیوں سے باہر لکھتی ہوئی معلوم ہوں گی، ان سے آگ کے شعلے نکلتے ہوں گے، ان کے بال بہت خوفناک اور سر سے پاؤں تک لمبے ہوں گے، ان کے دانت بھی بہت لمبے ہوں گے جس سے وہ زمین پھاڑ دیں گے، وہ مردے کوختی سے ہلاک راٹھا کیں گے اور بڑے مضبوط اور سخت لہجہ میں یہ تین سوال پوچھیں گے:

﴿۱﴾ مَنْ رَبُّكَ؟ (تیرا رب کون ہے؟)

﴿۲﴾ مَا دِينُكَ؟ (تیرا دین کیا ہے؟)

﴿۳﴾ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي حَقٍّ هَذَا الرَّجُلُ؟ (تم اس شخص کے بارے میں کیا کہا کرتے تھے؟) اگر میست مسلمان ہے تو اس کے مندرجہ ذیل جوابات ہوں گے:

﴿۱﴾ رَبِّيَ اللَّهُ (میرا رب اللہ ہے)

﴿۲﴾ دِيْنِيُّ الْإِسْلَامُ (میرا دین اسلام ہے)

﴿۳﴾ هُوَ رَسُولُ اللَّهِ (وہ اللہ کے رسول ہیں)

اب آسانوں سے ایک آوازنائی دے گی کہ میرے بندے نے سچ کہا ہے اس کے لیے جنت کا دسترخوان بچھا دو، اُسے جنتی کپڑے پہننے کے لیے دے دو اور جنت کے دروازے اس کے لیے کھول دو۔ ٹھنڈی ہوا اور جنت کی خوبصورتی کو بھردے

۱۔ مسلم، کتاب الجنۃ ... الخ، باب عرض مقعد... الخ، ص ۵۳۵، حدیث: ۲۸۷۰

گی، قبر کو وسیع کر دیا جائے گا۔^(۱)

فرشتہ کہیں گے: دہن کی طرح سو جائیں وہ شبِ عزوس میں سوتی ہے۔^(۲)

یہ سب تک مسلمانوں کے لیے ہوگا۔ کہہ گار مسلمان اپنے گناہوں کے حساب سے عذاب دیئے جائیں گے، یہ عذاب ایک وقت تک کے لیے جاری رہے گا، جب کوئی میت کے لیے دعا کرے تو اُس دعا کے سبب میت سے عذاب دور ہو سکتا ہے یا پھر اللہ تعالیٰ حضور اپنی رحمت سے میت کو بخشن دے۔

اگر میت منافق (کافر) ہے تو وہ ان سوالوں کا جواب نہ دے سکے گا اور کہے گا: هااا! هااا! لاَأَدْرِي یعنی افسوس میں کچھ نہیں جانتا، ایک بلانے والا گرچہ در آواز میں کہے گا: یہ جھوٹا ہے، جہنم کا دستر خوان اس کے لیے بچا دو، اسے جہنم کے آگ والے کپڑے پہننے کے لیے دوا و راس کے لیے جہنم کے دروازے کھول دو، دو فرشتے اُسے آگ کے بڑے بڑے ہتھوڑوں سے مار مار کر عذاب دیں گے، بہت سارے سانپ اور پچھوپھی اُسے ڈستے رہیں گے، مختلف عذابوں میں وہ بیتلکایا جاتا رہے گا یہاں تک کہ قیامت کا دن آ جائے گا۔^(۳)

قیامت

مسلمان کیلئے اس حقیقت پر ایمان رکھنا ضروری ہے کہ ہر ایک کی موت کا دن اور

۱.....الروض الفائق، فصل فی عذاب القبر للکفار، ص ۳۵۰

۲.....ترمذی، کتاب الجنائز، باب عذاب القبر، ۳۳۸/۲، حدیث: ۱۰۷۳

۳.....مسند امام احمد، مسند الکوفین، ۶/۴۱، حدیث: ۱۸۵۵۹ مانحوماً

وقت مُتَعَيْنٌ ہو چکا ہے، دنیا کی ہر شے ایک دن فنا ہونے والی ہے، اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک دن یہ جہان ختم ہو جائے گا، وہی آخری دن کہلاتا ہے، اُسی کو قیامت کہتے ہیں۔ روایت میں ہے کہ حضرت اشراful غلیہ السلام عرش کے نیچے گھنٹوں کے بل بھکے ہوئے صور کو اپنے ہاتھ میں لیے ہوئے اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ کب اللہ تعالیٰ کا حکم آئے اور وہ صور پھوٹکیں، پہلی بار صور پھوٹنے سے پوری کائنات تباہ و بر باد ہو جائے گی، زمین، آسمان، فرشتے، انسان اُس دن تباہ ہو جائیں گے صرف اللہ تعالیٰ ہی ہمیشہ رہے گا۔^(۱) لیکن قیامت کے آنے سے پہلے بہت سارے ایسے نشان ظاہر ہوں گے جس سے یہ پتا چل جائے گا کہ قیامت نزدیک آچکی ہے، کچھ نشانیاں ذکر کی جاتیں ہیں:

علم کا اٹھ جانا:

علمائے دین کے فوت ہو جانے کی وجہ سے آہستہ آہستہ علم دین اٹھ جائے گا، کچھ علماء ہوں گے بھی لیکن ان کے دل و دماغِ حقیقی علم دین سے خالی ہو چکے ہوں گے، اس وقت لوگوں کا ذہن دینی اور مذہبی نہیں رہے گا۔^(۲)

۱ درمنثور، ب ۷، الانعام، تحت الاية: ۷۳: ۳/ ۲۹۷ و ب ۴، الزمر، تحت الاية: ۶۸: ۷ مانخوذًا

۲ بخاری، کتاب العلم، باب کیف یقبض العلم، ۱/ ۵، حدیث: ۱۰۰ وفتح الباری، کتاب العلم، باب رفع العلم، ۱/ ۶۲ تحت الحدیث: ۸، مانخوذًا و عمدة القاری، کتاب العلم، باب رفع العلم، ۲/ ۱۱۶، تحت الحدیث: ۸۰

چنسی بگاڑی:

چنسی بگاڑی میں ترقی ہو جائے گی، زینا اور بدکاری عام ہو جائے گی۔^(۱)

بے حیائی اس حد تک پہنچ جائے گی کہ انسان جانوروں کی طرح سر عام جماع کرے گا، عزت و احترام، اخلاق و آداب جو کہ چھوٹوں کو بڑوں کے ساتھ جوڑے رکھتے ہیں یہ چیزیں خشم ہو جائیں گی۔^(۲)

مردوں کی آبادی کم ہو جائے گی اور عورتوں کی آبادی بڑھ جائے گی یہاں تک کہ ایک مرد کے لیے پچاس عورتیں تعداد کے حساب سے ہوں گی۔^(۳)

جھوٹے نبی:

اگرچہ ثبوت حضرت محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر خشم ہو چکی پھر بھی کچھ لوگ نبوت کا دعویٰ کریں گے، کچھ جھوٹے نبی جن کو ہم جانتے ہیں ان کے نام یہ ہیں:

﴿۱﴾ مُسَيْمَهُ الْذَّابُ: عرب کے ریگستانی علاقے ”نجد“ سے اس کا تعلق ہے۔

﴿۲﴾ طَلَحَّ بْنُ خُوَيْلَدٍ ﴿۳﴾ أَشْوَعَشٌ ﴿۴﴾ مرزا غلام احمد قادریانی^(۴)

۱ بخاری، کتاب النکاح، باب: یقل الرجال ويكثر النساء، ۴/۷۲، ۳/۵۲۳، حدیث: ۱

و عمدة القاري، کتاب العلم، باب رفع العلم، ۲/۵۱، تحت الحديث: ۸۰

۲ مسلم، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال...الخ، ص ۱۵۷۰، حدیث: ۲۹۳۷ و شرح

النووى على مسلم، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال...الخ، الجزء ۱۸، ۹/۷۰ و

در منشور، پ ۲۹: ۲: القلم، تحت الآية: ۱۳، ۸/۲۴۶

۳ بخاری، کتاب العلم، باب رفع العلم، ۱/۴۷، حدیث: ۸۱

۴ بہار شریعت حصہ، ۱/۱۷، امام خوزا

ان سب نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا، اور دوسرا جھوٹے نبی جو بھی تک ظاہر نہیں ہوئے یقیناً ایک ایک کر کے قیامت سے پہلے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کریں گے۔

مال کی کثرت:

مال و دولت کثرت کے ساتھ ہر جگہ نظر آئے گی۔^(۱) مال و دولت کی یہ کثرت اور اس کے فتنے اس قدر بڑھ جائیں گے کہ اہل اللہ اور نیک لوگوں کے لیے اس کا برداشت کرنا مشکل ہو جائے گا۔^(۲) اور وہ قبرستانوں میں جا کر بیٹھ جائیں گے اور خواہش کریں گے کہ ہمیں موت آجائے۔^(۳)

وقت بہت جلدی گزرے گا:

وقت اتنا جلدی گزرے گا جو ایک سال ایک مہینہ کی طرح لگے گا اور مہینہ ہفتے کی طرح لگے گا اور ہفتہ دن کی طرح لگے گا اور دن ایسے گزر جائے گا جو کہ چند لمحے گزرے ہوں۔^(۴) وقت سے برکت اٹھ جائے گی، لوگ دین اسلام کا علم اسلام کی ترقی کے لیے نہیں بلکہ اپنی دنیوی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے حاصل کریں گے۔^(۵)

۱ مسلم، کتاب الرکاۃ، باب الترغیب فی الصدقة...الخ، ص ۵۰۵، حدیث: ۱۵۷؛ و بخاری، کتاب أحادیث الأنبياء، باب نزول عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام، ۴۵۹/۲، حدیث: ۳۴۴۸.

۲ مسلم، کتاب الرکاۃ، باب الترغیب فی الصدقة، ص ۵۰۵، حدیث: ۱۵۷.

۳ مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة، باب لاتقوم الساعة يمر الرجل بغير الرجل...الخ، ص ۱۵۵۵، حدیث: ۲۹۰۷.

۴ ترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء في قصر الأمل، ۱۴۹/۴، حدیث: ۲۳۳۹.

۵ ترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء في علامة...الخ، ۹۰/۴، حدیث: ۲۲۱۸.

مرد عورتوں کے مکوم (غلام) بن جائیں گے۔ بچے ماں باپ کے نافرمان ہو جائیں گے۔ کچھ اس بات کو ترجیح دیں گے کہ وہ اپنے دوستوں میں رہیں اور ماں باپ کو چھوڑ دیں گے۔ لوگ مسجدوں میں دنیاوی گفتگو کریں گے۔ موسیقی اور ناچ کا ہر جگہ دور ڈورہ ہو گا۔ لوگ اپنے آباء و آجداد پر لعنت کریں گے اور ان کے بارے میں بڑی باتیں کہیں گے۔^(۱) جنگلی جانور انسانوں سے باتیں کریں گے۔^(۲) گھٹیا اور جاہل لوگ بڑی بڑی عالیشان عمارتوں میں رہیں گے۔^(۳)

﴿قیامت کی بعض بڑی نشانیاں﴾

امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ظہور:

جب اسلام ہر جگہ پر مٹ کر حجاز مقدس تک محدود ہو چکا ہو گا اس وقت حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ظہور ہو گا، اُس وقت دنیا کفار سے بھری ہوئی ہو گی، ایسے ذلت اور رسولی والے وقت میں اولیاء اللہ، صالحین، اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے والے مسلمان اپنے اپنے ملکوں اور شہروں کو چھوڑ کر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں پناہ لیں گے۔ رمضان کے مہینے میں حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کے ساتھ خاتمة کعبہ کا طواف کر رہے ہوں گے، اولیاء اللہ انہیں پہچان لیں گے اور ان سے بیعت لینے کے لیے عرض کریں گے، امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے انکار کریں گے بالآخر

۱ تمدنی، کتاب الفتن، باب ما جاء في علامة...الخ، ۴/۹۰، حدیث: ۲۲۱۸

۲ تمدنی، کتاب الفتن، باب ما جاء في كلام السباع، ۴/۷۶، حدیث: ۲۱۸۸

۳ مسلم، کتاب الایمان، باب الایمان و الاسلام...الخ، ص ۲۱، حدیث: ۸: و

بہار شریعت، حصہ ۱، ۱۱۶-۱۲۰ ماجھوڑا

غیب سے ایک آوازن کراؤں کی درخواست قبول کر لیں گے، غیب سے یہ آواز آئے گی: ”یہ مہدی ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں، ان کی بات کو سنیں اور ان کی اطاعت کریں“ سب لوگ پھر اپنے ایمان کا اظہار کر کے امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کریں گے اور امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب لوگوں کو ملک شام لے جائیں گے۔^(۱)

ذجّال کاظمہور:

ذجّال مسیح گذاب کا نام ہے جو مکملہ مکرمہ اور مددینہ منورہ کے علاوہ اپنا اثر و رسوخ ہر جگہ قائم کر لے گا۔^(۲) چالیس دنوں کے اندر اندر پوری دنیا میں دورہ کر لے گا، ان چالیس دنوں میں سے ایک دن سال کے برابر ہو گا اور دوسرا دن ایک مہینے کے برابر ہو گا اور تیسرا دن ایک ہفتے کے برابر ہو گا اور باقی الیام اپنے معمول کے مطابق ہوں گے، دجال ایک تباہی مجادینے والی آندھی کی طرح پوری دنیا کا چکر لگائے گا۔^(۳)

جو کچھ اس کے راستے میں آئے گا وہ اس کو تباہ و بر باد کر دے گا، اس کی رفتار ان باد لوں کی طرح ہو گی جن کو زور دار ہوا چلا رہی ہوتی ہے، جس طرف جائے گا ہر چیز کو تباہ و بر باد کرتا ہوا گزرتا جائے گا، اور وہ بہت سارے گرتیب دکھائے گا، وہ اپنے اشتر راج اور جادو کے ذریعے لوگوں کو متاثر کرے گا جس کی وجہ سے کچھ لوگ اس کے پیچھے چل پڑیں گے، ذجّال کے پاس آنکھوں کو حیران کر دینے والی دو چیزیں ہوں گی جس کی وجہ

۱.....بہار شریعت حصہ ۱، ۱۴۲۸/۱۱ ماخوذہ

۲.....مسلم، کتاب الفتن، باب قصہ الجساسة، ص ۱۵۷۶، حدیث: ۲۹۴۲

۳.....مسلم، کتاب الفتن، باب فی ذکر الدجال، ص ۱۵۶۹، حدیث: ۲۹۳۷

سے وہ لوگوں کو اکسائے گا اور دھوکہ دے گا، اس کے پاس ایک باغ ہو گا اور ایک آگ ہو گی وہ ان کو جنت اور جہنم کہے گا اور جہاں کہیں وہ جائے گا وہ ان چیزوں کو اپنے ساتھ لے کر جائے گا، حقیقت میں یہ ایک شعبدہ اور جادو ہو گا، اس کی جو جنت ہو گی وہ دراصل آگ ہو گی اور جس کو وہ جہنم کہے گا وہ آئش اور آرام کی جگہ ہو گی۔ وہ لوگوں کو حکم دے گا کہ وہ اُسے خدام نہیں۔^(۱) اور جو اس کو خدامان لے گا وہ اسے اپنی جنت میں ڈال دے گا اور جو اس کا انکار کرے گا وہ اُسے اپنی جہنم میں ڈال دے گا۔^(۲)

وہ مردوں کو زندہ کرے گا۔^(۳) زمین سے سبزیاں اور گھاس اُگائے گا، وہ بادلوں سے پانی برسائے گا، اس کے زیرِ اثر جو علاتے ہوں گے ان میں جانوروں کی تعداد بڑھ جائے گی اور وہ صحت مند ہو جائیں گے، جانوروں کے تھنوں میں دُودھ بڑھ جائے گا، جب جنگلوں سے گزرے گا مال و دولت کے خزانے اس کے پیچھے ایسے چل رہے ہوں گے جیسے شہد کی لمکھیوں کے ہھمنڈ۔^(۴)

وہ بہت سارے اور بھی شعبدے دکھائے گا، بالآخر یہ بات ثابت ہو جائے گی کہ وہ سب شعبدے تھے، اُنہیں راج تھا اور جادو کا کمال تھا اور اس کے سارے کرتب جادو کی وجہ سے مخفی دھوکا ہوں گے، جیسے ہی دجال ایک جگہ کو چھوڑ کر جائے گا تو اس جگہ پر ظاہر ہونے والی ساری کی ساری شعبدے بازیاں ختم ہو جائیں گی، جب کبھی دجال

۱.....مسلم، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال، ص ۵۶۷، حدیث: ۴ و مسنند امام

احمد، مسنند جابر بن عبد الله، ۱۵۶/۵، حدیث: ۱۴۹۵۹

۲.....فیض القدیر، حرف الدال، ۳ / ۷۱۹ ، تحت الحدیث: ۴۲۵۱

۳.....مسنند امام احمد، مسنند البصریین، ۲۶۰/۷، حدیث: ۲۰۱۷۱

۴.....ترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء فی فتنة الدجال، ۴ / ۱۰۴، حدیث: ۲۲۴۷

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ جانے کا ارادہ کرے گافر شتے اس کے رُخ کو کسی دوسری طرف پھیر دیں گے۔^(۱)

دجال کے ساتھ یہودیوں کی فون ہو گی۔^(۲) اور دجال کی پیشانی پر ”ک، ف، ر“ یعنی حرف قش کیے ہوں گے (جس سے یہ واضح ہوتا ہو گا کہ شخص کافر ہے) صرف مسلمان ہی ان حروف کو دیکھ پائیں گے اور پڑھ پائیں گے۔^(۳)

جب دجال دنیا کا ایک چکر پورا کر لے گا اور وہ ملک شام پہنچ گا تو یہ صحیح صادق کا وقت ہو گا، نماز فجر کی اذان بھی مکمل نہیں ہو گی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جامع مسجد دمشق کے مشرقی منارے پر نزول فرمائیں گے۔^(۴) امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں موجود ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان سے فرمائیں گے کہ آپ نماز پڑھائیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موجودگی دجال کے لیے بڑی تباہ کن ثابت ہو گی اور دجال پکھنا شروع ہو جائے گا جیسا کہ نمک پانی میں پکھلتا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سانس کی خوشبو بڑھتی چلی جائے گی یہاں تک کہ دجال بھانگے پر مجبور ہو جائے گا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کا پکھا کریں گے یہاں تک کہ نیزے سے اس کو قتل کر دیں گے۔^(۵) دجال کے فتنے

۱.....مسلم، کتاب الفتن، باب قصہ الحساسة، ص ۱۵۷۷، حدیث: ۲۹۴۳.

۲.....ابن ماجہ، ابواب الفتن، باب فتنۃ الدجال، ص ۴۰/۶، حدیث: ۴۰۷۷.

۳.....مسلم، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال، ص ۱۵۶۷، حدیث: ۲۹۳۳.

۴.....مسلم، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال، ص ۱۵۶۹، حدیث: ۲۹۳۷.

۵.....ابن ماجہ، ابواب الفتن، باب فتنۃ الدجال، ص ۴۰/۶، حدیث: ۴۰۷۷.

اور اس کی طاقت اور حکومت کا خاتمہ، یہ نئے دور کا فتح باب ہو گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موجودگی کی برکت سے نعمتوں میں اضافہ ہو گا، لوگوں کے پاس اتنی دولت آجائے گی کہ ضرورت مندومندان شخص کو ڈھونڈنا مشکل ہو جائے گا۔^(۱) لوگوں کی آپس میں دشمنی نہیں ہو گی، حسد نہیں ہو گا ایک دوسرے پر بداعتیادی اور اس طرح کی بری عادتیں ختم ہو جائیں گی۔^(۲)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام خنزیر کو ماریں گے اور صلیب کو توڑ دیں گے۔^(۳) اس وقت جتنے بھی اہل کتاب موجود ہوں گے اور جتنے لوگ دجال کے پیچھے لگ کر اپنا ایمان بر باد کر چکے ہوں گے وہ سب کے سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کر لیں گے اور اسلام لے آئیں گے پھر ایک ہی دین ہو گا اور وہ دین اسلام ہو گا۔^(۴)

یا جُونج و مَا جُونج کا ظہور:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موجودگی کی برکت یوں ظاہر ہو گی کہ ہر طرف اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی بارش برس رہی ہو گی، یا جُونج و مَا جُونج نامی ایک قوم کا ظہور ہو گا جو کفر قتل و غارت کریں گے، جس طرف وہ جائیں گے ہر چیز کو تباہ و بر باد کرتے ہوئے گزر جائیں

①بخاری، کتاب أحاديث الأنبياء، باب نزول عيسى ابن مریم عليهما السلام،

۴۵۹/۲، حدیث: ۴۵۹

②مسلم، کتاب الإيمان، باب نزول عيسى ابن مریم...الخ، ص ۹۲، حدیث: ۲۴۳

③بخاری، کتاب أحاديث الأنبياء، باب نزول عيسى ابن مریم عليهما السلام،

۴۵۹/۲، حدیث: ۴۵۹

④ابوداؤد، کتاب الملاحم، باب (ذکر) خروج الدجال، ۱۵۸/۴، حدیث: ۴۳۲۴

گے، دریاوں اور جھیلیں جو ان کے راستے میں آئیں گی ان کا پانی پی کر ختم کر دیں گے، وہ چلتے جائیں گے یہاں تک کہ خمر پہاڑ جو کہ بیت المقدس میں ہے وہاں تک پہنچ جائیں گے، انسانوں کے قتل عام کے بعد آسمان والوں کو بھی قتل کرنے کی کوشش کریں گے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر موعظین مد کے لیے دعا کریں گے، اللہ تعالیٰ ایسے کیڑے بھیجے گا جو ”یاجون و ماجون“ کی قوم کو ختم کر دیں گے لہذا وہ سب ہلاک ہو جائیں گے اور ان کی لاشوں کو پرندے اٹھا کر لے جائیں گے۔ پھر کئی دنوں تک مُوشلا دھار بارش ہو گی، زمین بہت صاف سفیری اور زریخیز ہو جائے گی، یہ ایسے وقت کا آغاز ہو گا کہ جس میں رُزق کی فراوانی ہو گی اور چیزوں میں برکتیں نظر آئیں گی، یوں بُرے دنوں کے بعد پھر اپنے دن لوگوں پر ظاہر ہو جائیں گے۔⁽¹⁾

دَأَبَةُ الْأَرْضِ كَاظْهُورٌ

دَأَبَةُ الْأَرْضِ بہت طاقت و را اور زمینی جانور ہے، اس کی بڑی خطرناک اور وحشیانہ شکل ہو گی، اس کے ایک ہاتھ میں موی علیہ السلام کا عصا ہو گا اور دوسرا ہاتھ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی ہو گی، عصا کے ذریعے سے وہ مسلمانوں کی پیشانی پر ایک چمک دار نشان لگائے گا اور ہر کافر کی پیشانی پر وہ انگوٹھی کے ذریعے سے ایک کالا نشان داغ دے گا، یہ نشان مسلمان کو کافر سے جدا کر دے گا۔⁽²⁾

1.....ترمذی، کتاب الفتن باب ماجاء فی فتنۃ الدجال، ۴ / ۱۰۴، حدیث: ۲۴۷ ملخصاً

وہ بہار شریعت حصہ، ۱/۱۲۲-۱۲۵

2.....ابن ماجہ، ابواب الفتن، باب دابة الأرض، ۴ / ۳۹۳، حدیث: ۴۰۶۶ وہ بہار شریعت حصہ، ۱/۱۲۹

سورج مغرب سے طلوع ہوگا:

ایک وقت ایسا آئے گا جب کہ سورج مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہوگا،
یہ اس بات کی نشانی ہوگی کہ توبہ کا دروازہ بند ہو چکا ہے، اب اللہ تعالیٰ کسی کی توبہ قبول
نہیں فرمائے گا، اب کسی کا اسلام قبول کرنا بھی قبول نہیں ہوگا۔^(۱)

خوبصوردار اور رحمتی ٹھنڈی ہوا کا چلننا:

حضرت ﷺ وفات کے چالیس سال کے بعد قیامت قائم ہوگی اور
اُن آخری ایام میں اس دنیا کے اندر رحمتی اور خوبصوردار ہوا چلے گی اور اس ہوا کے ذریعے
سے سارے ایمان والوں کی روحیں اُن کے جسموں سے نکل جائیں گی۔^(۲) اُن چالیس
سالوں میں کوئی عورت بچہ پیدا نہیں کر سکے گی۔^(۳) اس سے معلوم ہوا کہ چالیس سال سے
کم عمر والے پر قیامت قائم نہ ہوگی اور یہ مکمل طور پر کفر کا زمانہ ہوگا، ہر طرف کفارتی کفار
ہونگے اور کوئی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا نہیں بچے گا۔

صور کا پھونکا جانا:

حضرت ﷺ وفات کے چالیس سال بعد جب قیامت آئے گی اللہ

۱.....ابن ماجہ، ابواب الفتن، باب طلوع الشمس من مغربها، ۴/۳۹۶، حدیث: ۴۰۷۰

وہ بہار شریعت حصہ ۱/۱۳۹

۲.....مسلم، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال...الخ، ص ۱۵۷۰، حدیث: ۷۳۷۳

۳.....بہار شریعت حصہ ۱/۱۲۴

عَزَّوَ جَلَّ اسْرَافِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كُوْحْكِمْ دَعَى گَا كَه وَه صُورٌ پُهْنُكِمْ، يَقِيمَتْ كَه دَنْ كَي ابْدَا
هُوْكِي۔

پہلے صور کی آواز ہلکی ہو گی، آہستہ آہستہ بڑھتی جائے گی اور بہت اوپر جائے گی، لوگ اپنے روزمرہ کے کاموں میں مصروف ہوں گے، زور دار صور کی آواز سن کر سب کے سب بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے اور مر جائیں گے، یہ بہرہ کر دینے والی زور دار آواز سارے جہان کو تباہ و بر باد کر دے گی۔

ہر موجود چیز مثلاً زمین، آسمان، سورج، چاند، ستارے، پہاڑ، انسان، فرشتے بلکہ خود اسرا فیل علیہ السلام اور ان کا صور سب تباہ و بر باد ہو جائیں گے، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی موجود نہ ہو گا، اُس دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ”آج کے دن بادشاہت کس کی ہے؟“ کوئی جواب دینے والا نہیں ہو گا پھر اللہ تعالیٰ خود یہ ارشاد فرمائے گا: ”صرف اللہ تعالیٰ کے لیے جو واحد ہے اور قہار ہے۔“^(۱)

صور کے پہلی مرتبہ پھونکے جانے اور دوسرا مرتبہ پھونکے جانے کے درمیان چالیس سال کا وقفہ ہو گا، پہلی بار جب صور پھونکا جائے گا تو ہر چیز تباہ و بر باد ہو جائے گی، اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کچھ نہیں پچے گا، صور کے پھونکے جانے کا تذکرہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

١ بخاری، کتاب الرفاقت، ۴/۲۴۹، حدیث: ۶۵۰ و شعب الایمان، باب فی حشر الناس...الخ، فصل فی صفة یوم القيمة، ۱/۳۱۲، حدیث: ۳۵۳ و بہار شریعت ،

حصہ ۱، ۱۲۸/

ترجمہ کنزاالایمان: پھر جب تارے گوکر دیئے جائیں اور جب آسمان میں رخنے پڑیں اور جب پہاڑ غبار کر کے اڑا دیئے جائیں۔

فَإِذَا الْجُوْمُهُ طَسْتُ لٰ وَإِذَا السَّيَّأَعْ فِيَحْتُ لٰ وَإِذَا الْجِبَالُ نِسْفَتُ لٰ
(ب، ۲۹، المرسلت: ۸: تا ۱۰)

ترجمہ کنزاالایمان: پھر جب صور پھونک دیا جائے ایک دم اور زمین اور پہاڑ اٹھا کر دفعہ چورا کر دیئے جائیں وہ دن ہے کہ ہو پڑے گی وہ ہونے والی اور آسمان پھٹ جائے گا تو اس دن اس کا پتلا حال ہو گا۔

فَإِذَا نَفَخْتُ فِي الصُّورِ نَفْخَةً وَاحِدَةً لٰ وَحُصِّلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَاحِدَةً لٰ فَيَوْمَ مِنِّي وَقَعَتِ الْوَاقْعَةُ لٰ وَانْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَهِيَ يَوْمَ مِنِّي وَاهِيَةً لٰ (ب، ۲۹، الحافظة: ۱۳ تا ۱۶)

ترجمہ کنزاالایمان: پھر جب صور پھونک جائے گا تو وہ دن کر (اخت) دن ہے کافروں پر آسان نہیں۔

فَإِذَا نَقَرَ فِي الثَّاقُورِ لٰ فَذِلِكَ يَوْمٌ مِنِّي لٰ يَوْمَ عَسِيرٍ لٰ عَلَى الْكُفَّارِ يَغْيِرُ يَسِيرٍ لٰ (ب، ۲۹، المدثر: ۸ تا ۱۰)

ترجمہ کنزاالایمان: اور صور پھونکا جائے گا تو بے ہوش ہو جائیں گے جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں مگر جسے اللہ چاہے پھر وہ دوبارہ پھونکا جائے گا جبھی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے۔

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ قَصَعَةً مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ طَثْ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَى فَإِذَا هُمْ قَيَامٌ يَرَوُنَ (ب، ۲۴، الزمر: ۶۸)

اسلام کی بنیادیں

پانچ اركانِ اسلام مسلمان کی زندگی کے تمام زاویوں کو مکمل کرتے ہیں، پانچ اركانِ اسلام مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ ایمان:

مسلمان ہونے کیلئے یہ ضروری ہے کہ دل سے تصدیق کرنے کیسا تھا ساتھ زبان سے بھی ان الفاظ کا اقرار کرے کہ: ”اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اللہُ کے رسول ہیں۔“
یہ تصدیق اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ اللہ عَزَّوجَلَّ موجود ہے اس کے جیسا کوئی نہیں ہے اور کوئی بھی اس کا ہمسر نہیں، وہ سب سے بڑا ہے، سوائے اُس کے کوئی بھی عبادت کا حقدار نہیں ہے اور یہ اس بات کی بھی گواہی ہے کہ سب موجود چیزوں کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہے، اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

أَلَا إِنَّ اللَّهَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي
الْأَرْضِ وَمَا يَتْبِعُ الْأَنْوَافَ إِنْ يَدْعُونَ
مِنْ دُونِ اللَّهِ شَرِكَاءَ إِنْ يَتَّبِعُونَ
إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ لَا يُحْرُصُونَ
(بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ) ۱۶۶ (پ ۱، یونس)

ترجمہ کنز الایمان: سن لو بیشک اللہ ہی کی ملک ہیں جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمینوں میں اور کابے کے پیچھے جا رہے ہیں وہ جو اللہ کے سوا شریک پا کر رہے ہیں وہ تو پیچھے نہیں جاتے مگر گمان کے اور وہ تو نہیں مگر انکلیں دوڑاتے۔

اور حضرت محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ انبیاء میں سے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سب سے آخری رسول ہیں، انہوں نے اللہ عزوجل کا پیغام انسانوں تک بڑے احسن انداز میں پہنچا دیا ہے۔

قرآن پاک نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے آخری نبی ہونے کی گواہی دیتا اور اعلان کرتا ہے:

ما كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا آَحَدٍ ۝
إِنَّهُ رَجَالٌ كُمُّ وَلَا كُنُّ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ
النَّبِيِّنَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ
عَلِيهِمَا ⑤ (پ ۲۲، الاحزاب: ۴۰)

ترجمہ کنز الایمان: محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے اور اللہ سب پچھ جانتا ہے۔

قرآن پاک اس بات کی بھی تصدیق کرتا ہے کہ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے الفاظ مبارک کو بھی عضمت حاصل ہے یعنی آپ کے الفاظ میں خطا کا امکان نہیں ہے جو الفاظ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بولتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر نازل ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَا يَبْطِئُ عَنِ الْهُوَى ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا خَوَّاً شَ سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وہی
جو انہیں کی جاتی ہے۔

ترجمہ کنز الایمان: اور وہ کوئی بات اپنی
وَمَنْ يُؤْمِنُ ۝ (پ ۲۷، النجم: ۳)

الہذا قرآن مُقدَّس اور حضرت محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سنت دین اسلام کی بنیاد ہے، ان میں زندگی کے ہر پہلو کی وضاحت اور رہنمائی موجود ہے۔

نماز: (2)

نمازِ اہل ایمان میں ہمیشہ رہی ہے، مختلف انبیاء نے مختلف نمازوں پر چھپی ہیں، نماز دین کا اہم ستون ہے، اسلام اللہ تعالیٰ کا انسانیت کی طرف آخری پیغام ہے اس میں نمازوں کو بہت اہمیت دی گئی ہے، مسلمان پر لازم ہے کہ وہ ہر دن میں پانچ نمازوں اپنے مقرر را وفات میں پڑھے اور نمازوں کو ایسے انداز اور ترتیب سے پڑھے جیسے اللہ عزوجل کے محظوظ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھی اور ہمیں سکھائی۔

پانچ نمازوں فرض ہیں اور یہ بندے کا رب تعالیٰ سے ایسا تعلق اور رشتہ ہے جس میں وہ اپنے رب کے ساتھ سرگوشی کرتا ہے، اسلام صرف اس بات کی دعوت نہیں دیتا کہ مسلمان صرف یہ عمل کر لیں بلکہ اسلام یہ چاہتا ہے کہ مسلمان نماز کے ذریعے سے اپنی روحوں کو پاک کریں، اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں نماز کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

أُنْثُلَ مَا أُوْحَى إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ وَ
تَرْجِمَةً كِتْرَالِ اِيمَانٍ اَمْ حَمْدًا وَ
كَتَابٌ تَهَبِّرِي طَرْفَ وَجْهِي اَمْ
نَمازٌ اَنْ شَكَّ نَمَاعَنْ كَرْتَيْ
فَرْمَأَ بَيْ شَكَّ نَمَاعَنْ كَرْتَيْ
وَلَنْ كُمْ اَللهُ
اوْرُبُرْيِ بَاتٍ سَمَّ اَوْرُبُرْيِ
أَكْبَرُ طَرْفَ وَاللهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُونَ^(۵)

(۴۵، العنكبوت: ۲۱) سب سے بڑا اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے

ہو۔

زکوٰۃ: (3)

زکوٰۃ کا معنی ہے پاک کرنا یا زیادتی، چونکہ زکوٰۃ دینے سے مال پاک بھی ہوتا ہے اور بڑھتا بھی ہے اس لیے اس کو زکوٰۃ کہتے ہیں، یہ اسلام کا بڑا اہم فلسفہ ہے کہ ساری چیزیں اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں ہیں، اللہ تعالیٰ ہی ہر شے کا مالک ہے اور مسلمانوں پر یہ لازم کیا گیا ہے کہ وہ رزقِ حلال کما میں اور اس کمائے ہوئے رزقِ حلال سے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کریں اور ایسے خرچ کریں جیسے اللہ اور اس کے جبیب صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے خرچ کرنے کی تعلیم دی ہے۔

زکوٰۃ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ایک بہترین نظام ہے، یہ خیرات بھی نہیں ہے اور یہ تیکس بھی نہیں ہے مگر ہر اُس مسلمان کیلئے شرعی فرض ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اتنی دولت دی ہے جو اس کی ضرورتوں سے زیادہ ہو اور نصاب کو پہنچتی ہو لہذا تیکس اور زکوٰۃ میں یہ بڑا واضح فرق ہے کہ مسلمان اپنی خواہش سے اور اپنی مرضی سے زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور اس کا حساب لگاتا ہے، اپنی مرضی سے حصول ثواب کیلئے خود مسلمان ہی زکوٰۃ کے معاملہ کو دیکھتے ہیں، اُن پر کوئی زبردستی نہیں کی جاتی جبکہ تیکس کا معاملہ اس کے بر عکس ہے۔

زکوٰۃ مسلمان پر صرف اُسی وقت فرض ہوتی ہے جب وہ صاحب نصاب بنتا ہے اور اُس نصاب پر سال گزر جاتا ہے، زکوٰۃ کی تفصیلی معلومات (مثلًا حساب لگانا وغیرہ) دارالافتاء سے معلوم کی جائیں، دارالافتاء الہلسنت کے ایڈریس، ای میل اور فون نمبر زیر یہاں ہیں۔

دارالافتاء اہلست (دعوت اسلامی) کے پتے

نمبر شمار	نام	مقام	اوقات کار و تعطیل
1	دارالافتاء اہلست	جامع مسجد نہرالیمان (بابری چوک) گرومندر بابالمدینہ (کراچی)	4 تا 10 تعطیل جمعۃ المبارک
2	دارالافتاء اہلست	جامع مسجد بخاری نزد پوسٹ چوکی کھارادر باب المدینہ (کراچی)	5 تا 11 تعطیل جمعۃ المبارک
3	دارالافتاء اہلست	جامع مسجد رضاۓ مصطفیٰ بال مقابل موبائل مارکیٹ کورنگی نمبر 4 بابالمدینہ (کراچی)	5 تا 12 تعطیل جمعۃ المبارک
4	دارالافتاء اہلست	اقصیٰ مسجد، اکبر روڈ، ریگل، صدر، بابالمدینہ (کراچی)	4 تا 11 تعطیل جمعۃ المبارک
5	دارالافتاء اہلست	آفندی ٹاؤن بال مقابل فیضان مدینہ بابالاسلام (حیدر آباد)	4 تا 11 تعطیل جمعۃ المبارک
6	دارالافتاء اہلست	جامع مسجد نہب، محمدیہ کالونی، سوسان روڈ مدینہ ٹاؤن سردار آباد (فیصل آباد)	4 تا 10 تعطیل جمعۃ المبارک
7	دارالافتاء اہلست	نزد مکتبۃ المدینہ، گنج بخش مارکیٹ، واتادر بار مرکز الاولیاء (لاہور)	4 تا 10 تعطیل بروز اتوار
8	دارالافتاء اہلست	لطیف پلازہ (جیولری مارکیٹ) فرست فلور، فیروز پور روڈ اچھرہ مرکز الاولیاء (لاہور)	4 تا 10 تعطیل بروز اتوار
9	دارالافتاء اہلست	نزد جامع مسجد غوثیہ حاجی احمد جان بینک روڈ صدر (راولپنڈی)	4 تا 10 تعطیل جمعۃ المبارک
10	دارالافتاء اہلست	نوری گیٹ، نزد باتا شوز، گلزار طیبہ (سر گودھا)	4 تا 10 تعطیل جمعۃ المبارک

دارالافتاء اہلست کے فون نمبر اور میل ایڈریس

فون سروس کے اوقات کار	0300 0220112	0300 0220113	باخصوص پاکستان اور دنیا بھر کیلئے
4pm تا 10am (وچھ 1 تا 2) جمعۃ البارک تعطیل	0300 0220114	0300 0220115	باخصوص پاکستان اور دنیا بھر کیلئے
پاکستانی اوقات کے مطابق 7pm تا 2pm (علاوہ نماز کے اوقات)	0044 121 318 2692		باخصوص برطانیہ اور دنیا بھر کیلئے
پاکستانی اوقات کے مطابق 7pm تا 2pm (علاوہ نماز کے اوقات)	0015 8590 200 92		باخصوص امریکہ اور دنیا بھر کیلئے
پاکستانی اوقات کے مطابق 7pm تا 2pm (علاوہ نماز کے اوقات)	0027 31 813 5691		باخصوص ساؤ تھا افریقہ اور دنیا بھر کیلئے

زکوٰۃ مسلمان کو لمح سے پاک کر دیتی ہے اور خود غرضی سے بھی جان چھوٹ جاتی ہے نیز مال و دولت اور دنیا کی محبت بھی اس کے دل سے ٹکل جاتی ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَالَّذِينَ تَبَوَّأُوا لِلَّهِ أَرْضَهُ إِيمَانَ مِنْ
سَهْرٍ وَإِيمَانٍ مِنْ كُلِّ بَنَالِيَا وَوَسْتِ
رَكْفَتِ بَنِ اُنْبَيْنِ جَوَانِيْنِ طَرْفِ بَحْرِتِ
فَبِلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا
يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا

کر کے گئے اور اپنے دلوں میں کوئی حاجت
نہیں پاتے اس چیز کی جو دیے گئے اور اپنی
جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں
شدید رنجاتی ہو اور جو اپنے نفس کے لائق
سے بچایا گیا تو وہی کامیاب ہیں۔

أَوْ تُنَاوِيْلُ شَرُونَ عَلَى آنْفُسِهِمْ وَلَوْ
كَانَ يُهُمْ حَصَّاصَةٌ وَمَنْ يُؤْتَقَ شَرَّ
نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُغْلِبُونَ ⑤
(۹، الحشر: ۲۸)

زکوٰۃ ایک ایسا نظام ہے جس کے ذریعے سے مساکین و فقراء اور غریب و نادر کی
ضرورتوں کو بڑے احسن انداز سے پورا کیا جا سکتا ہے اور چند مالدار لوگوں پر اس کا زیادہ
دبارہ بھی نہیں پڑتا جسکی وجہ سے ان کیلئے کوئی مشکل پیدا نہیں ہوتی کیونکہ زکوٰۃ مسلمانوں
کی بہت بڑی تعداد دے رہی ہوتی ہے، اگر زکوٰۃ کے نظام پر پورا پورا عمل کیا جائے تو
دنیا بھر کے غریب، فقیر اور مسکین مسلمانوں کی ضرورتیں با آسانی پوری ہو سکتیں ہیں۔

﴿4﴾ روزہ:

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر روزے فرض کر دیے ہیں جیسا کہ اُس نے سابقہ اُمّتوں
پر فرض کیے، اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّ أَمْرَنَا كِتَبَ عَلَيْكُمْ
تَرْجِمَةً كِتْرَالِإِيمَانِ: اے ایمان والوقم
الصَّيَّامُ كَمَا كِتَبَ عَلَى النَّبِيِّنَ مِنْ
قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝
(۱۸۳، البقرہ: ۲)

پروزے فرض کئے گئے جیسے اگلوں پر فرض
ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیز گاری ملے۔

اسلام میں روزہ رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان روزے کے اوقات میں نہ کھائے، نہ پئے اور نہ جماع کرے اور باقی منوع چیزوں سے بھی اپنے آپ کو بچائے، مثلاً سگریٹ، پان گلکا وغیرہ۔ روزے صرف دن کے وقت رکھے جاتے ہیں اور صرف رمضان المبارک کے مہینے میں ان کا رکھنا فرض ہے اور جب کوئی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اور اس کا حکم مانتے ہوئے روزہ رکھتا ہے تو اُس اہل ایمان کو صبر جیسی دولت نصیب ہوتی ہے اور اپنے نفس پر کنٹروں بھی حاصل ہوتا ہے اور پھر اس کے ساتھ مسلمانوں کو روزہ یہ بھی یاد دلاتا ہے کہ تمہارے اور بھی مسلمان بھائی اس دنیا میں ہیں جو بھوکے پیاسے ہیں جن کو کھانا چاہیے اور جن کو پینے کیلئے صاف پانی کی ضرورت ہے، اس طرح مسلمانوں کے اندر دیگر مسلمانوں کے ساتھ خیرخواہی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

رمضان المبارک کے مہینے میں اچھے اخلاق اور نیکیوں کی طرف رجحان بھی بڑھ جاتا ہے، میں رکعت تراویح بھی مسلمان پڑھتے ہیں، روزہ زندگی کے سکھ سے منہ موڑنے کا نام نہیں ہے بلکہ اس کے ذریعے سے مسلمانوں کو مزید قوت و توانائی ملتی ہے اور روزہ رکھنے کی وجہ سے بہت سی اچھی اچھی صفات کی تربیت بھی مل جاتی ہے نیز روز مرہ کے کام بھی آسان ہو جاتے ہیں۔

حج: ۵

حج ہر سال مکہ المکرہ میں ادا کیا جاتا ہے۔ جن مسلمانوں میں شرعی شرائط کے مطابق حج پرجانے کی قابلیت ہے صرف انہی پر زندگی میں ایک بار حج فرض ہے، اللہ

رب العالمين قرآن مجید میں فرماتا ہے:

فِيهَا إِلْيَتْ بَيْنَتْ مَقَامُ رَبِّ الْهُمَّةِ
وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ أَمِنًا وَلِلَّهِ عَلَىٰ
النَّاسِ حِجْزُ الْبَيْتِ مَنْ اسْتَطَاعَ
إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَأَنَّ اللَّهَ
غَنِيٌّ عَنِ الْعَلَمِينَ ⑨

ترجمہ کنز الایمان: اس میں کھلی نشانیاں
 ہیں ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ اور
 جو اس میں آئے امان میں ہو اور اللہ کے
 لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس
 تک چل سکے اور جو منکر ہو تو اللہ سارے

جبان سے بے پرواہ ہے۔ (ب ۴، آل عمرن: ۹۷)

دنیا بھر سے لاکھوں مسلمان ہر سال مکے شریف میں حاضر ہوتے ہیں اور حج ادا کرتے ہیں، حج دنیا کے مختلف علاقوں میں رہنے والے مسلمانوں کو یہ موقع عطا کرتا ہے کہ وہ ایک جگہ پر جمع ہو کر اپنے حالات کا ایک دوسرا سے تبادلہ کریں اور اللہ تعالیٰ کے مہماں بن کر اپنی اسلامی قوت کا اظہار کریں، حج اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس کی کامل اطاعت کا زبردست اظہار ہے اور مناسک حج جو ادا کیے جاتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی غیر مشروط اطاعت کی نشانی ہے، حاجی اس کے علاوہ کچھ نہیں چاہ رہا ہوتا کہ اس کی یہ محنت اللہ تعالیٰ قبول فرمائے کر اس کے سارے گناہ معاف کر دے، وہ شخص جو حج کر کے واپس لوٹتا ہے وہ ایک نئی شخصیت لیے ہوئے واپس آتا ہے، اس کی روح پاک ہو چکی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کی بارش میں وہ نہایا کر اپنے گناہوں کے میل کچکیں اتار کر واپس آتا ہے۔

حضرت سیدنا محمد ﷺ

حضرت محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اعلانِ نبوت فرمایا اور لوگوں کو ایک خدا کی عبادت کی طرف بُلایا، بہت سارے تماکل نے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سخت مخالفت کی لیکن بعض افراد نے حضرت محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی دعوت تو حیدر قبول کر لیا، یہ لوگ ایمان لائے اور انہی کو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، یہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو صادق و امین کی حیثیت سے جانتے تھے، حضرت محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جو کہ چالیس سال کے باوقار اور باعزت انسان تھا انہوں نے دعویٰ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے سب انسانوں کو مرد ہوں یا عورتیں، غلام ہوں یا آقاں سب کی شان کے مطابق حقوق عطا کیے ہیں، اللہ عزوجل کے زد یک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو اللہ عزوجل سے سب سے زیادہ ڈرتا ہے۔

حضرت محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا پیغام ایسا مضبوط اور دلوں کو بدل دینے والا تھا کہ عرب کے جنگجو قبیلے اور قبائل و غارات اور بد دیانتی میں مشہور قبیلوں کے سردار اس پیغام کو قبول کرنے لگے، یہ وہ پیغام تھا کہ جس کا نام ”اسلام“ ہے اور لفظ اسلام کا معنی ہے: ”اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھک جانا۔“

سوال: حضرت محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کون ہیں؟

جواب: حضرت محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ایک شریف اور باعزت گھرانے کے فرد ہیں،

وَهُوَ أَخْلَقٌ حَسَنَةً كَبِيرَتِينِ مُؤْمِنَةً هُوَ، اللَّهُ تَعَالَى نَّفَرَ إِلَيْهِ مِنَ الْفَاظِ مِنْ إِنَّكَ تَعْرِفُ فَرَمَى:

وَإِنَّكَ لَعَلَى حُكْمٍ عَظِيمٍ ①

ترجمہ کنز الایمان: اور بے شک تہاری خوبیوں کی شان کی ہے۔
(ب: ۲۹، القلم: ۴)

آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے دشمنوں نے بھی آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے أَخْلَاقِ حَسَنَةٍ کی تصدیق کی، ابو جہل جو کہ اسلام کا سخت ترین دشمن تھا اُس نے ایک دن کہا: اے محمد! (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) میں یہ نہیں کہتا کہ آپ جھوٹے ہیں، میں صرف اس کا انکار کرتا ہوں جو آپ لائے ہیں اور جس کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے ہیں۔
(۱)

آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے صحابہ رضوان اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ نے آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے أَخْلَاقِ حَسَنَةٍ کو ان الفاظ میں بیان کیا: ”آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا رَوَى يَهُ سُنْتُ نَبِيِّنَا تَحْمِلُ آپ نَبِيَّ مُحَمَّدٌ مِّنْ أَوْثَقِيْ حَمْلَةٍ آوازِ سَيِّدِنَا وَآبَائِنَا بَاتِنَهُمْ كَمَا يَلْكِمُهُمْ آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَبِيَّ مُحَمَّدٌ نَبِيَّنَا كَمَا يَلْكِمُهُمْ آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَبِيَّ مُحَمَّدٌ نَبِيَّنَا كَمَا يَلْكِمُهُمْ آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَبِيَّ مُحَمَّدٌ نَبِيَّنَا فَرِمَا إِذْنَهُنَّا بَلَدَنَا لِيَا، آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ صَرَفَ أُسَى وَقْتِ نَارِ أَرضٍ ہوَتَ جب لوگ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ کی حدود کو توڑتے۔
(۲)

۱.....مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، ۳/۴، حدیث: ۳۲۸۳

۲.....شمائل محمدیہ، ص ۱۹۷-۱۹۸ ملخصاً

حضرور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہمیشہ آسان بات کو اپنی امت کے لیے اختیار فرماتے لیکن اگر وہ گناہ کی بات ہوتی تو آپ اس سے سب سے زیادہ دور ہوتے۔^(۱)

جب آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اپنے گھر تشریف لاتے تو عام شخص کی طرح ہوتے یعنی اپنے کپڑے خود دھولیتے، بکری دوہ لیتے اور اپنے دیگر کام خود کر لیتے۔^(۲)

چھوٹی عمر ہی سے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو فکر کرنے والے انسان کی حیثیت سے دیکھا گیا، عرب کے لوگوں نے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو "الصادق" اور "الآمنین" کا خطاب دیا جس کا معنی "سچا" اور "امانت دار" ہے، ہر وہ کام جو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے کیا، ہر وہ لفظ جو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے منہ سے نکلا، ہر وہ فکر جو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ذہن میں آئی، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ان سب میں ہمیشہ پچھے تھے، اہل عرب نے دیکھا کہ ان کا ہر عمل با مقصد ہوتا ہے، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا موقع نہ ہوتا تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ خاموش رہتے لیکن جب بولتے تو مُخلاصانہ، حکمت بھری اور دلائل و برائین سے پہنچنگو فرماتے، ہمیشہ کسی مسئلے پر روشنی ڈالتے اور یہی وہ بولتا ہے جس بولنے کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک قدر ہے، لوگوں نے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو برا مضبوط، بھائی چارگی سے بھر پورا مُخلاص انسان پایا، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سنجیدہ اور مُخلاص کردار والے ہونے کے ساتھ ساتھ ایسا مزاج رکھتے تھے کہ دوسروے لوگ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی صحبت میں امن، حفاظت،

۱مسند امام احمد، مسند السيدة عائشة رضي الله عنها ، ۱۵۵/۱۰ ، حدیث: ۲۶۷.

۲کنز العمال، کتاب الشماں، المترفات، الجزء ۷، ۲۳۸/۴، حدیث: ۱۸۵۱۷، ۱۸۵۱۴.

آرام، خوشی اور سکھ محسوس کرتے، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے چہرہ مبارک کہ پرمیشہ روشنی بکھیرتی ہوئی خوبصورت ترین مسکراہٹ ہوتی۔

حضرت محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بہت خوبصورت انسان تھے جیسا کہ صحابہ کرام

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے حُشناں کو یوں بیان کیا: آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا قد مبارک عمومی قدسے تھوڑا زیادہ تھا، تعجب کی بات یہ ہے کہ جمع میں آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ان سے بھی دراز قد نظر آتے جو درحقیقت آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے لمبا قدر رکھتے تھے، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی جلد مبارک کارنگ گورا اور سُرخی مائل تھا لیکن، بہت زیادہ سفید بھی نہیں تھا، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بال مبارک سیاہ اور خمیدہ تھے (اتنے گھنٹے یا لانے تھے جس سے دائرہ کی صورت بنی نظر آتی ہو)، کان کی لوا اور کندھوں کے درمیان بال مبارک رہتے، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سر کے نیچے سے مانگ نکلتے، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا ظاہری جسم مبارک ایک طاق تو مضبوط مرد کی طرح نظر آتا تھا، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے کندھے مبارک چوڑے تھے اور ان کے درمیان پیٹھ کی طرف مہر بُوت تھی، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا پیٹ مبارک آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے سینے سے کبھی آگے نہیں آیا، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا چہرہ مبارک کا یہ روش رہتا گویا کہ سورج آپ کے چہرے سے چمکتے ہوئے گزر رہا ہے، جب لوگ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے حسن و جمال کا ان پر رُعب پڑ جاتا، جب پہلی بار دیکھتے تو یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے کہ یہ چہرہ کسی جھوٹے کا نہیں ہے۔

﴿ دین اسلام کے بارے میں 27 سوال جواب ﴾

سوال: اللہ عزوجل کون ہے؟ کیا مسلمان مختلف خدا (God) کی عبادت کرتے ہیں؟

جواب: کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ مسلمان ایک ایسے خدا کی عبادت کرتے ہیں جو کہ اس خدا سے مختلف ہے جس کی عبادت عیسائیت یا یہودیت میں کی جاتی ہے، یہ غلط فہمی شاید اس وجہ سے پیدا ہوتی ہے کہ مسلمان خدا کو اللہ کہتے ہیں اور اللہ عربی زبان میں اس ذات کا نام ہے جس کے پاس سب طاقتیں ہیں، صرف وہی عبادت کا مستحق ہے، اُسی نے سارے جہانوں کو اور انسانوں کو پیدا کیا۔

اس بات میں کوئی شک نہ رہے کہ مسلمان اُسی خدا کی عبادت کرتے ہیں جس کی عبادت اُوحٰی علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، داؤد علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام نے کی، ہر حال اس میں بھی کوئی شک و شبہ نہیں کہ یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کا خدا کے بارے میں مختلف نظریہ ہے، مثلاً مسلمان، عیسائیوں کے عقیدہ تسلیت اور خدا کا انسانی صورت میں آنا، اس کی سخت مخالفت کرتے ہیں، اس عقیدے کی وجہ سے یہودی بھی عیسائیوں کے سخت مخالف ہیں، اسی طرح یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ غُریر علیہ السلام اللہ عزوجل کے بیٹے ہیں، مسلمان اس عقیدے کا بھی روکرتے ہیں مگر اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ یہ تینوں آذیان تین مختلف خداوں کی پوجا کرتے ہیں۔

ہم پہلے ہی اس بات کی وضاحت کر چکے ہیں کہچا غدار صرف ایک ہی ہے، یہودی،

یسائی اور مسلمان سب کا یہ دعوئی ہے کہ وہ دینِ ابراہیم پر ہیں، لیکن اسلام نے اس بات کی خوب وضاحت کر دی ہے کہ دیگر آذیان والوں نے خدا تعالیٰ کے بارے میں صحیح عقائد کو بگاڑ دیا ہے اور دین کی سچی تعلیمات کو ہٹا کر انسانوں کے بنائے ہوئے نظریات کو اپنالیا ہے۔

تمام آدیان سے تعلق رکھنے والے عرب خدا کو ”الله“ ہی کہتے ہیں، مثال کے طور پر اگر آپ انجلیل کا کوئی عربی ترجمہ اٹھا کر پڑھیں تو آپ وہاں وہاں لفظ اللہ دیکھیں گے جہاں جہاں انگلش کی انجلیل میں لفظ God ہو گا، اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ اللہ صرف مسلمانوں کا خدا نہیں بلکہ اللہ اُسی خدا کا نام ہے جس کی تمام آذیان میں عبادت کی جاتی ہے، یہ بات تو بالکل ایسے ہی ہے جیسے کہ کوئی کہہ کر فرانش (French) لوگ مختلف خدا کی پوجا کرتے ہیں کیونکہ ان کی زبان میں خدا کے لیے ”Dieu“ کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور اپنیں والے مختلف خدا کی عبادت کرتے ہیں کیونکہ ان کی زبان میں خدا تعالیٰ کے لیے ”Dios“ کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور عبرانی والے مختلف خدا کی عبادت کرتے ہیں کیونکہ ان کی زبان میں خدا کے لیے ”Yahweh“ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

بہر حال خدا تعالیٰ کے لیے لفظ ”الله“ ہی سب سے مناسب لفظ ہے کیونکہ لفظ ”الله“ کی نتویج ہے اور نہ ہی اس کی کوئی جنس (مذکور و مونث کے حوالے سے) جبکہ لفظ God کی جمع بھی ہے اور جس بھی مثلاً Gods اور Goddess (مونث خدا)۔

قرآن مقدس جو کہ مسلمانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا کلام ہے عربی زبان میں نازل ہوا، اس لیے مسلمان God کے لیے لفظ ”الله“ کا استعمال کرتے ہیں اگرچہ وہ بات کسی اور زبان میں ہی کیوں نہ کر رہے ہوں مگر خدا تعالیٰ کے لیے عربی کا لفظ ہی زیادہ تر استعمال کرتے ہیں جو کہ ”الله“ ہے اور لفظ اللہ کا ترجمہ انگلش زبان میں صرف God کی بجائے یوں کیا جائے:

”The One true God یا The One and only God“

سوال: قرآن کئی جگہوں پر اللہ تعالیٰ کے لیے لفظ ”ہم“ کا استعمال کرتا ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ مسلمان ایک سے زیادہ خداوں کو مانتے ہیں؟

جواب: اسلام میں خالص توحید کا ماننا لازم ہے، اسلام اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ اللہ صرف ایک ہے اور اس کی تقسیم ممکن نہیں ہے، قرآن مقدس میں اللہ تعالیٰ نے کئی جگہوں پر اپنی ذات کے لیے ”ہم“ کا لفظ استعمال کیا لیکن اس کا مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اسلام میں ایک سے زیادہ خداوں کا عقیدہ پایا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کا اپنے آپ کو قرآن پاک میں ”ہم“ سے تعبیر فرمانا ”طاقت“ اور ”بادشاہت“ پر دلالت کرتا ہے۔

کچھ زبانوں میں دو طرح کی جمع ہوتی ہے، ایک کا تعلق دو یادو سے زیادہ اشخاص، چیزوں یا جگہوں کی ساخت ہوتا ہے اور دوسری جمع وہ ہوتی ہے جو کہ عظیم مرتبے، طاقت اور انفرادیت پر دلالت کرتی ہے مثلاً خالص انگریزی زبان میں England کی ملکہ جب تقریر کرتی ہے تو اپنے لیے We یعنی ”ہم“ کا لفظ استعمال کرتی ہے۔ (اس کو Majestic)

یا پھر Royal Plural یعنی شان و شوکت یا بادشاہت والی جمع کہتے ہیں۔) سارے قرآن میں جگہ بے جگہ اللہ تعالیٰ کی توحید پر تاکیدیں موجود ہیں، اس کی واضح مثال اس چھوٹی سی سورتِ مبارکہ میں دیکھی جا سکتی ہے:

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝ أَللَّهُ الصَّمَدُ ۝
لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ
لَّهُ كُفُواً أَحَدٌ ۝

ترجمہ کنز الایمان: تم فرماؤ وہ اللہ ہے
وہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے نہ اس کی کوئی
اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس
کے جوڑ کا کوئی۔

(ب، ۳۰، سورۃ الاخلاص)

سوال: قرآن کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ رحم کرنے والا ہے اور وہ سخت عذاب بھی دیتا ہے تو یہ دونوں باتیں ایک ساتھ کیسے درست ہو سکتیں ہیں، یا تو وہ معاف کرنے والا ہے یا سزا دینے والا ہے؟

جواب: قرآن پاک میں کئی جگہوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ذکر موجود ہے درحقیقت سوائے ایک کے قرآن کی ساری سورتیں ”بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ“ سے شروع ہوتی ہیں، اس کا مطلب ہے ”الله کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔“ رحمٰن اور حیم دونوں الفاظ عربی گرامر کے اعتبار سے مبالغہ کے صیغے ہیں، رحمٰن کا معنی ہے: ”ساری مخلوق پر رحم فرمانے والا“ اور انصاف کرنا اس کی رحمت کا حصہ ہے، رحیم کا معنی ہے: ”خاص کر ایمان والوں پر رحم فرمانے والا“ اور معاف کر دینا بھی اس کی رحمت کا حصہ ہے۔

ان دونوں صفات کے اکٹھے استعمال سے بڑا جامع اور کامل معنی حاصل ہوتا ہے،
معاف کرنا اور انصاف کرنا یہ سب اس کی رحمت ہے، مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک
میں ستر سے زیادہ جگہوں پر اپنی رحمت اور معانی کا ذکر کیا ہے، اللہ تعالیٰ بار بار اپنی رحمت
و مغفرت کی ہمیں یاد دلاتا ہے:

ترجمہ کنز الایمان: اور اللہ بخشنے والا

وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۲۱۸﴾

(ب، البقرة: ۲۱۸) مہربان ہے۔

ہاں جو اس کے عذاب کے مشتمق ہیں ان کو وہ سخت عذاب بھی دیتا ہے، اللہ تعالیٰ
نے اپنے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا:

نَسْأَى عِبَادَتِي أَنِّي أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿۳﴾ ترجمہ کنز الایمان: خبر دو میرے بندوں

وَأَنَّ عَذَابِي هُوَ الْعَذَابُ الْأَلِيمُ ﴿۴﴾ کو کہ بے شک میں ہی ہوں بخشنے والا مہربان

(پ، الحجر: ۴۹، ۵۰) اور میرا ہی عذاب دردناک عذاب ہے۔

اللہ تعالیٰ انصاف فرمانے والا ہے اور یہ بات انصاف کو لازم ہے کہ وہ ان کو انعام
دے جو اس کا حکم مانے اور ان کو سزا دے جو اس کی نافرمانی اور بغاوت کرے، اگر اللہ
تعالیٰ کسی مجرم کو سزا دے تو یہ اس کا عذل اور انصاف ہو گا اور اگر وہ کسی مجرم کو معاف فرمा
دے تو یہ اس کی رحمت، فضل اور معانی ہو گی، اللہ جو کہ رحمٰن و رحیم ہے، ان سب کو معاف
فرمادیتا ہے جو تو بہ کرتے ہیں اور زندگی کے کسی حصے میں بھی اپنی اصلاح کر لیتے ہیں، اس

نے انسانوں کا پی کثیر معافی اور رحمت کی طرف دعوت دی ہے:

ترجمہ کنز الایمان: تم فرماداے میرے
وہ بندوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی
اللہ کی رحمت سے نامیدنہ ہو بیشک اللہ سب
گناہ بخشن دیتا ہے بیشک وہی بخشنے والا ہر بیان
ہے اور اپنے رب کی طرف رجوع لا اور
اسکے حضور گردن رکھوبل اسکے کہ تم پر عذاب
آئے پھر تمہاری مدد نہ ہو اور اسکی پیروی کرو
جو اچھی سے اچھی تھمارے رب سے تمہاری
طرف اتاری گئی قبل اس کے کہ عذاب تم
پر اچاک آجائے اور تمہیں خبر نہ ہو۔

قل لِعَبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ
أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ
اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَعْفُرُ النَّبُوبَ جَيْبِعًا
إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝ وَأَنِيبُوا
إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَآسِلُوا إِلَهَهُمْ مِنْ قَبْلِ
أَنْ يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُصْرُونَ ۝
وَاتَّبِعُوا أَحْسَنَ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ
مِنْ رَّبِّكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمْ
الْعَذَابُ بَعْدَهُ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۝

(ب ۲۴، الزمر: ۵۵ تا ۵۶)

سوال: کچھ لوگ یہ مانتے ہیں کہ مسلمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت

کرتے ہیں کیا یہ حق ہے؟

جواب: مسلمان کسی طرح سے بھی اللہ تعالیٰ کے رسول اور بندے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت نہیں کرتے، ہم یہ مانتے ہیں کہ وہ اللہ کے آخری رسول ہیں، سارے نبیوں کے امام ہیں اور اللہ نے انہیں مبعوث کیا جیسا کہ دوسرے انبیاء کو مبعوث کیا، بہر حال کچھ لوگ غلطی سے اپنے تینیں یہ فرض کر لیتے ہیں کہ مسلمان حضرت محمد صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت کرتے ہیں حالانکہ جس طرح عیسیٰ علیہ السلام نے کبھی خدائی کا دعویٰ نہیں کیا اُسی طرح محمد صَلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی کبھی خدائی کا دعویٰ نہیں کیا، انہوں نے لوگوں کو صرف ایک خدا کی عبادت کی طرف بلایا، حضرت محمد صَلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ اپنے بارے میں یہ فرماتے کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔

حضرت محمد صَلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے آخری نبی کے طور پر پچنا اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کا کلام ہم تک پہنچایا، ناصرف الفاظ کی حد تک بلکہ عمل کر کے جیتی جا گئی مثالوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا پیغام ہمیں پہنچایا اور ہمیں دین سکھایا، مسلمان ان سے بہت پیار کرتے ہیں اور ان کی بہت عزت و احترام کرتے ہیں کیونکہ ان کا اخلاق اور کردار بہت مثالی ہے، انہوں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام ہم تک مکمل طور پر پہنچا دیا نیز وہ اللہ تعالیٰ کے پੜنے ہوئے اور اس کے محوب ہیں نیز اللہ تعالیٰ نے ان کی محبت کو ہمارے ایمان کی بیانیاد بنا دیا ہے، یہ اسلام کی خالص توحید ہے۔

مسلمان کو شش کرتے ہیں کہ وہ حضرت محمد صَلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل اطاعت کریں لیکن کسی طرح بھی ان کی عبادت نہیں کرتے، اسلام اس بات کی بھی تعلیم دیتا ہے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کے سارے نبیوں کی عزت کریں اور ان سے محبت کریں لہذا عزت کرنے اور احترام کرنے کا مطلب عبادت کرنا ہرگز نہیں ہے کیونکہ فقط احترام اور عبادت کے مابین بڑا واضح فرق موجود ہے اور مسلمان اس بات کو بخوبی جانتے ہیں

کہ ساری عبادت میں صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔

درحقیقت اسلام میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت کرنا ایسا گناہ ہے کہ جس کی معافی نہیں ہے خواہ وہ حضرت محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی عبادت ہو یا کسی اور کسی، اگر کوئی شخص مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہو اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو پوجتا ہو تو وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے، جب ہم کلمۃ شہادت پڑھ کر اپنے ایمان کی گواہی دیتے ہیں تو یہ اس بات کا واضح اعلان ہوتا ہے کہ ہم مسلمان صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔

سوال: کیا اسلام و فیانوسی (فرسودہ) دین ہے؟

جواب: مسلمانوں کو اس بات پر بڑی حیرانگی ہوتی ہے کہ ان کا دین جس کے اندر عمل اور عقیدے کے اعتبار سے ایک قابل تعریف توازن پایا جاتا ہے بعض اوقات اس پر و فیانوسی ہونے کا بہتان لگادیا جاتا ہے شاید یہ غلط فہمی لوگوں کے اندر اس وجہ سے پیدا ہو گئی ہے کہ ہر خوشی و نعم کے موقع پر مسلمان الْحَمْدُ لِلَّهِ کہتے سنائی دیتے ہیں، ایسا اس لیے ہوتا ہے کہ مسلمان یہ جانتے ہیں کہ ”ہر شے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے“، جو کہ سارے جہانوں کا پیدا کرنے والا ہے اور سب کچھ اسی کی مرضی سے ہوتا ہے، یہ وجہ ہے کہ مسلمان مادی معاملوں کی کم فکر کرتا ہے اور دنیا کی اس عارضی زندگی کو ایسے دیکھتا ہے جیسے اسے دیکھنا چاہیے، ایک سچا مسلمان اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ کرتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ جو کچھ بھی ہوتا ہے وہ ہمارے بھلے کیلئے ہوتا ہے، یہ بات کسی کی سمجھ میں آئے یا

نہ آئے لیکن مسلمان خوشی سے اللہ تعالیٰ کے فیصلے (تقدیر) کو قبول کر لیتا ہے، جو اس کے ناراض ہونے یا ان خوش ہونے کی وجہ سے بد لئے والانہیں ہے۔

اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ مسلمان بیٹھ کر اپنی تقدیر کا انتظار کرے اور عملی طور پر زندگی میں کوئی قدم نہ اٹھائے بلکہ اسلام اس بات پر زور دیتا اور تقاضا کرتا ہے کہ مسلمان کو شش کر کے ہر قابلِ گراہنست اور قابلِ مذممت عادت کو بدل ڈالیں، عمل تو مسلمان کے ایمان کے ساتھ ساتھ چلتا ہے کیونکہ اگر انسان کے اندر اپنے فیصلے سے کچھ کرنے کی صلاحیت نہ ہوتی تو پھر یہ بات انصاف سے بہت دور ہوتی کہ اس سے عمل کا تقاضا ہی کیا جائے یا وہ بعض بُرے عمل چھوڑ دے۔

وَقِيَّوْسٌ ہونا تو دور کی بات ہے اسلام تو اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ انسان کا اس زندگی میں بڑا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے اور ایسے عمل کرنے ہیں جس سے وہ راضی ہو جائے، اسلام کی تعلیمات یہ ہیں کہ انسان زندگی میں ثابت قدم اٹھائے اور عبادت و دعا کے ذریعے سے اس کو مضبوط کرے، کچھ لوگ ٹشت اور لا پرواہ ہوتے ہیں اور جب انہیں کوئی مشکل یاد کھپینچتا ہے تو سارے کاسارا الزام اپنی قسم یا تقدیر پر لگادیتے ہیں، کچھ تو نَعُوذُ بِاللَّهِ اس حد تک پہنچ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو وہ یہ گناہ یا یہ جرم نہ کرتے، نَعُوذُ بِاللَّهِ گویا کہ یہ گناہ ان سے اللہ عز و جل نے کروایا ہو۔ اس طرح کے دلائل نا صحیح پر منی ہوتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ وہی کرتا ہے جو صحیح ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس چیز کا حکم نہیں دیا ہے جو ہماری طاقت سے باہر ہے کیونکہ اس کا انصاف کامل ہے اور بے عیب ہے۔

سوال: کیا تم مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا یقین رکھتے ہو؟ موت کے بعد زندگی

کی تصدیق آپ کیسے کر سکتے ہیں؟

جواب: اسلام اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ موجودہ زندگی ایک آزمائش ہے اور آخرت

کی تیاری کے لیے ہم کو دی گئی ہے، ایک دن ایسا آئے گا کہ یہ سارا جہان تباہ و بر باد کر دیا جائے گا اور پھر سے اس کی تخلیق ہوگی اور مردے پھر سے زندہ ہو جائیں گے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حساب و کتاب کے لیے پیش ہوں گے۔

قیامت کا دن ایک دوسری زندگی کی ابتداء ہوگی، ایسی زندگی جو پھر ختم نہ ہوگی، یہ وقت ہوگا کہ جب ہر ایک کو اس کے کیے کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا، اللہ عز و جل جو کہ سب سے زیادہ انصاف فرمانے والا ہے انسان کے اچھے اور بُرے اعمال کی بنیاد پر انہیں جزا دے گا۔

اگر موت کے بعد زندگی نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ کو مانا بے معنی ہو جاتا ہے اور اگر کوئی اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتا بھی تو اس کا مطلب یہ ہوتا کہ یہ کیسا عجیب خدا ہے کہ ایک بار انسان کو پیدا کرنے کے بعد اس کے بارے میں اُسے کوئی پرواہ نہیں ہے، بے شک اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ انصاف فرمانے والا ہے، وہ ایسے ظالم کو سزا دے گا جس کے جرم بہت ہیں، مثلاً سینکڑوں بے قصور انسانوں کو قتل کرنے والا، معاشرے کے اندر بُرائی پھیلانے والا، اپنے آرام اور سکھ کے لیے دوسرے انسانوں کو اپنا غلام بنانے والا وغیرہ وغیرہ۔

زندگی مختصری ہے ایک شخص کے اچھے یا بُرے اعمال کی وجہ سے بہت سارے لوگ متاثر ہوتے ہیں، صحیح اور پوری پوری جزا اس مختصری زندگی میں ناقابل عمل ہے، قرآن مقدس قطعی طور پر اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ قیامت کا دن آئے گا اور ہر نفس کے پارے میں اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائے گا، ہر انسان یہ چاہتا ہے کہ اُسے انصاف ملے اگرچہ لوگ دوسروں کے لیے انصاف کے خواہاں نہ ہوں لیکن اپنے لیے ضرور انصاف چاہتے ہیں مثلاً معاشرے کے جرائم پیشہ اور ظالم افراد، اثر و سوناخ اور طاقت کے نشے میں ڈھت، لوگوں کو تکلیف اور دُکھ پہنچانے میں بالکل نہ پہنچانے والے، ایسے لوگوں کے ساتھ اگر کہیں نا انصافی ہو جائے تو اس پر سخت اعتراض کرتے ہیں اور خوب شور مچاتے ہیں۔

ہر وہ شخص جس کے ساتھ نا انصافی ہوئی ہو، معاشرتی یا معاشی اس کا کوئی بھی رتبہ ہو وہ یہ ضرور چاہے گا کہ اس پر زیادتی کرنے والے کو سزا ملے، اگرچہ مجرموں کی ایک بڑی تعداد کو سزا مل جاتی ہے لیکن کئی مجرم ایسے ہیں کہ جن کو بہت لیکن سی سزا ملتی ہے یا پھر وہ آزاد کر دیجئے جاتے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ وہ ایک آرام دھوشیوں سے بھری اور پُر امن زندگی گزار رہے ہوں، اللہ تعالیٰ کسی مجرم کو دنیا میں سزا نہ بھی دے لیکن قیامت کے روز اس مجرم کی سخت گرفت ہوگی اور اس کو سزا دی جائے گی۔

یہ صحیح ہے کہ مجرم کو اس کی سزا کا ایک حصہ اس دنیا میں مل جائے لیکن یہ سزا ناقص رہے گی بالکل اسی طرح جس نے اچھے کام کیے، لوگوں کی مدد کی اور ان میں علم پھیلایا،

ان کے ایمان کی حفاظت کا سامان کیا، زندگیاں بچائیں، حق اور سچ کی تائید میں مشکلات اور نا انصافیوں کو صبر سے برداشت کرتا رہا، دنیا کی محضسری زندگی میں ان اچھے کاموں کی پوری پوری جزانہیں دی جاسکتی، اس طرح کے نیک اعمال کی پوری پوری جزا اُسی زندگی میں دی جاسکتی ہے کہ جو ختم ہونے والی نہیں ہے۔

آخرت پر یقین رکھنا کامل طور پر عقل میں آنے والی بات ہے، اللہ تعالیٰ نے کچھ چیزیں ایسی پیدا فرمائیں ہیں جو کہ ہمیں اس دنیا کی زندگی میں خوشی دیتی ہیں اور اچھی لگتی ہیں جیسا کہ انصاف، اگرچہ عمومی طور پر یہ ملتا نہیں ہے۔ ایک شخص دنیا کے اندر اپنے کئی سارے مقاصد میں کامیاب بھی ہو جاتا ہے، دنیا میں ٹکھہ کا ایک اچھا خاصہ حصہ بھی پاتا ہے لیکن وہ اس بات کا قائل ہوتا ہے کہ دنیا انصاف کی جگہ نہیں ہے۔

یہ زندگی ہمارے وجود کا ایک حصہ ہے اور آخرت اس کا ضروری نتیجہ ہے جس کے ذریعے سے عدل و انصاف کا پورا تو اُزن قائم ہو جاتا ہے، جو یہاں نہیں ملا وہ وہاں مل جائے گا اور کسی طرح جو یہاں ناجائز طریقے سے حاصل کیا گیا، انسان آخرت میں اس سے محروم کر دیا جائے گا۔ یہ وہ کامل اور بے عیب انصاف ہے جس کا وعدہ سب سے زیادہ انصاف کرنے والے بے عیب رب نے کیا ہے۔

سوال: کیا یہ سچ ہے کہ حضرت محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے خود قرآن لکھا ہے یا لائیل سے نقل کیا ہے؟

جواب: اس غلط فہمی کو دور کرنے سے پہلے اس چیز کنوٹ کرنا بہت ضروری ہے کہ قرآن

مجید کے علاوہ کسی اور آسمانی کتاب میں پار بار اور واضح دعویٰ نہیں کیا گیا کہ وہ بلا واسطہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ ۚ وَلَمْ كَانَ
ِمِنْ عِنْدِي عَيْرُ إِنَّهُ لَوْ جَدُّا فَإِنَّهُ
اَخْتِلَافًا كَثِيرًا^{۸۱} (ب، ۵، النساء: ۸۲)

ترجمہ کنز الایمان: تو کیا غور نہیں کرتے
قرآن میں اور اگر وہ غیر خدا کے پاس سے
ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے۔

جب قرآن نازل ہو رہا تھا تو اہل عرب اس بات کو پہچان چکے تھے کہ قرآن کی زبان بڑی مشفّر ہے اور اس زبان سے واضح طور پر مختلف ہے، جس کو حضرت محمد صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور دیگر لوگ بولتے تھے باوجود اس کے کہ اس وقت کے عرب لوگ شعر و شاعری اور زبان کی فصاحت و بلاغت میں بڑے ماہر تھے۔

مزید یہ کہ حضرت محمد صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ظاہراً ہے لکھنے تھے اس کا معنی یہ ہے کہ آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے کسی ایسے تعلیمی نظام کے تحت علم حاصل نہیں کیا جو اس وقت مکرمہ اور اس کے اطراف میں معروف تھا لیکن بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم سکھایا، قرآن پاک بیان کرتا ہے:

وَعَلَمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ
کچھ تم نہ جانتے تھے۔ (ب، ۵، النساء: ۱۱۳)

ترجمہ کنز الایمان: اور تمہیں سکھا دیا جو

اگر حضرت محمد صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کسی کے پاس تخلیل علم کے لیے گئے ہوتے تو آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ہم عہدروگ جو آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے

مخالف تھے ضرور اس بات کا چرچا کرتے اور اس سے پرداہ اٹھاتے لیکن اس بات کی کوئی شہادت موجود نہیں ہے کہ مخالفین نے ایسا کیا ہوا، اس میں شک نہیں کہ کئی لوگوں نے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے پیغام کو رد کیا جیسا کہ لوگ پہلے انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَامُ کے پیغام کو رد کرتے آئے ہیں لیکن کسی نے حضرت محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے پیغام کو رد کرنے کی وجہ بیان نہیں کی کہ انہوں نے کہیں سے پڑھا ہے یا سیکھ کر آتے ہیں اور پھر ہم کو اس دعویٰ کیسا تھہ بتاتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔

اس بات کو نوٹ کرنا بھی دلچسپی سے خالی نہ ہو گا کہ اگرچہ قرآن مجید کوئی شعرو شاعری کی کتاب نہیں ہے لیکن قرآن کے نزول کے بعد عربوں کا میلان شعرو شاعری کی طرف کم ہو گیا، یہ کہا جاستا ہے کہ قرآن مجید عربی ادب کا شاہکار ہے اور حضرت محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے دشمنوں نے یہ جان لیا تھا کہ وہ قرآن کی فصاحت و بلاغت کا مقابلہ کرنے میں ناکام ہو چکے ہیں، قرآن سے اچھا کلام پیش کرنا تو دور کی بات، قرآن کی ایک چھوٹی سی سورت کے برابر بھی پچھنہ پیش کر سکے۔

اسلام پر تنقید کرنے والے کچھ عیسائی اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ حضرت محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قرآن کے بذاتِ خود مُضِّف تو نہیں ہیں لیکن انہوں نے یہودیوں اور عیسائیوں کی کتابوں سے نقل کر کے قرآن تیار کیا حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کسی یہودی یا عیسائی عالم کے ساتھ کوئی رابطہ نہ تھا، تاریخ اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اعلانِ نبوت سے

قبل صرف تین سفر کیے، چھ سال کی عمر میں آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اپنی امی حضور سیدنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مدینہ تشریف لے گئے۔ اور بارہ سال کی عمر مکمل ہونے سے پہلے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے چچا ابوطالب کی معیت میں شام کا ایک کاروباری سفر کیا اور پھر اپنی پہلی شادی سے پہلے جب آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی عمر چھپیں سال کی تھی حضرت خدیجۃُ الْکَبِیرَی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ایک تجارتی قافلہ کو شام لے گئے۔^(۱)

ایک صاحب علم عیسائی شخص جس کو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جانتے تھے وہ ایک بوڑھا اور نابینا شخص تھا جس کا نام تھا ورقہ بن نواف، وہ حضرت بی بی خدیجۃُ الْکَبِیرَی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رشتہ دار تھا، وہ اپنے پرانا نام ہب چھوڑ کر عیسائیت میں داخل ہوا تھا اور انجیل کی بڑی مہارت رکھتا تھا، حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اس سے صرف دوبار ملے، پہلی مرتبہ اعلانِ نبوت سے تھوڑا سا وقت پہلے^(۲) اور دوسری مرتبہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ورقہ بن نواف سے اس وقت ملے جب آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر پہلی وحی نازل ہوئی،^(۳) وَرقہ بن نواف رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمان ہو گئے اور یہ دو پہلے عیسائی عالم ہیں جو دائرۃِ اسلام میں داخل ہوئے^(۴) اور اس کے تین

۱ سیرت مصطفیٰ، ص ۸۶، ۹۰ و ترمذی، کتاب المناقب، باب ماجاء فی بدء نبوة النبي صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، حدیث: ۳۵۶/۵، ۳۶۴۰، حدیث:

۲ بخاری، کتاب بدء الوحی، ۱/۷، حدیث: ۳، ۴ و سیرت مصطفیٰ، ص ۱۰۹

۳ السیرۃ الحلبیۃ، ۱/۳۹

سال بعد انتقال فرمائے گئے۔^(۱) لیکن قرآن مجید کا نزول تیس سال تک جاری رہا۔

مشرکین میں سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض دشمن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہتان باندھتے تھے کہ انہوں نے قرآن روم کے ایک لوہار سے سیکھا ہے جو کہ عیسائی ہے اور کہ سے باہر اس نے اپنا ڈیرا لگایا ہوا ہے، ان کے اس بہتان کے رد میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَلَقَدْ تَعْلَمُ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّمَا^۱
يُعَلِّمُهُمْ بَشَرٌ طَّلِسَانُ الَّذِي يُلْجَدُونَ^۲
إِلَيْهِ أَعْجَمٌ وَهَذَا السَّانُ عَرَبٌ^۳
مُّبِينٌ (ب ۴، النحل: ۱۰۳)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن بڑے قریب سے دیکھتے رہتے تھے کہ شاید انہیں کوئی ایسی شہادت مل جائے جس کی بنیاد پر وہ یہ ثابت کر سکیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جھوٹے انسان ہیں لیکن وہ کوئی ایک موقع بھی ایسا نہ ڈھونڈ پائے کہ جس کی بنیاد پر وہ یہ بات کر پاتے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چੁچپ کر کسی خاص یہودی یا عیسائی سے ملتے ہیں۔

یہ بات سچ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہودیوں اور عیسائیوں سے مذہبی گفتگو فرمائی ہے لیکن وہ سب مکالمے کھلے عام مدینہ منورہ میں ہوئے جبکہ

۱.....السیرة الحلبية ، ۲۱/۳

۲.....تفسیر یضاوی، پ ۳۰، القدر، تحت الآية: ۳: ۵/۱۳

قرآن پاک کا نزول تیرہ سال پہلے سے ہو رہا تھا، یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح و واضح ہو گئی کہ یہودیوں اور عیسائیوں کا قرآن لکھنے میں حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی معاونت کرنا عقلانہ لہا بے بنیاد ہے، خاص کر جب حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا مرکزی کردار ایک ہادی اور استاد کا تھا، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے کھل کر یہودیوں اور عیسائیوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی، ان پر واضح کیا کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کی صحیح تعلیمات سے وہ لوگ کیسے بھرے، بہت سارے یہودی اور عیسائی حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی دعوت کو سن کر یہودیت اور عیسائیت چھوڑ کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ اس نے آخری نبی کے طور پر ایسی ذات کو بھیجا جو کہ ظاہر اپڑھی لکھی نہ تھی تاکہ جو اعتراض کرنے والے تھوڑے اُن کے لیے اعتراض کی کوئی گنجائش نہ رہے اور نہ کوئی یہ شک کر سکے کہ حضرت محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے قرآن پاک کو کہیں سے نقل کیا ہے، یہ بھی یاد رہے کہ جس وقت حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے قرآن پاک کے اللہ کا کلام ہونے کا دعویٰ کیا اور لوگوں تک پہنچایا اُس وقت انہیں مفہد کا کوئی بھی نسخہ عربی میں موجود نہ تھا، یہ سچ ہے کہ قرآن پاک اور انھیں میں کچھ مماثلت پائی جاتی ہے لیکن یہ مماثلت اس بات کی بنیاد نہیں بن سکتی کہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر یہ الزم اکا یا جائے کہ انہوں نے قرآن پاک کو انہیں سے نقل کیا ہے۔ کتابوں کے اندر مماثلت کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ بعد میں آنے والے پیغمبروں نے پہلے پیغمبروں سے نقل کیا ہے، یہ مماثلت اصل میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اُنکی اور

پچھلی سب کتابیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا پیغام ہیں اس لیے ان میں
مُماٹت ہے اور ان سب میں توحید کا بنیادی پیغام مشترک ہے۔

سوال: قرآن دوسری نازل شدہ کتابوں سے کیسے مختلف ہے؟

جواب: ہر مسلمان کا یہ بنیادی عقیدہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سارے نبیوں اور رسولوں پر
ایمان رکھے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا اس کو دل سے تسلیم کرے اگرچہ بعض
آسمانی کتابیں اب بھی موجود ہیں لیکن اپنے اصلی الفاظ کہ جن میں وہ نازل ہوئی تھیں
اُس پر باقی نہ ہیں، یعنی انسانوں نے اس کے اندر تبدیلیاں کر دیں، قرآن پاک ہی
اللہ تعالیٰ کا ایسا کلام ہے کہ جس کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لیا ہے اور وہ ہر طرح
کی تبدیلی سے محفوظ ہے، اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

إِنَّاَعْخُنُ نَزَّلَنَا الِّذِيْكُرُوا إِنَّاَ لَهُ

لَحُظُّوْنَ ① (ب ۱۴، الحجر: ۹) یہ قرآن اور بیشک، ہم خود اس کے نگاہبان ہیں۔

حضور اکرم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّمَ کے تشریف لانے سے پہلے جو آسمانی کتابیں
تھیں جیسا کہ تورات اور انجیل وہ اُس وقت لکھی گئیں جب وہ انبیاء وصال فرمائے جن
پر یہ کتابیں نازل ہوئیں اور اس کے مُتقاد پورے کا پورا قرآن پاک حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ
وَآلِہ وَسَلَّمَ کی ظاہری زندگی میں مکمل ہو چکا تھا، کھجور کے پتوں پر، چڑڑے پر اور ہڈیوں پر
مسلمانوں نے لکھ لیا تھا اور پھر اس کے ساتھ ساتھ صحابہؓ کرام عَلَیْہِم الرَّضْوَان کی بہت
بری تعداد لیکی تھی جنہوں نے قرآن پاک کو حفظ کر لیا تھا اور اس کے جو اصل عربی الفاظ

تھے ان کو اپنے سینوں اور اپنے دل و دماغ میں محفوظ کر لیا تھا مزید یہ کہ قرآن پاک کو ہزاروں بلکہ لاکھوں مسلمانوں نے ہر دور میں خوب پڑھا، اس کو یاد کیا۔ حق یہ ہے کہ ہر آنے والے دور میں مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد قرآن پاک کو حفظ کرتی ہے اور یوں قرآن پاک کے الفاظ کی حفاظت ہوتی رہتی ہے اور کوئی مذہبی یا غیر مذہبی کتاب دنیا میں ایسی نہیں ملے گی جس کو اس طرح لکھا گیا ہو، محفوظ کیا گیا ہو اور نسل و نسل وہ ایک قوم کے اندر بہت بڑی تعداد میں حفظ کی جاتی رہی ہو۔

قرآن پاک اس بات کو پیش کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جتنے بھی نبی ہیں وہ اخوت کے لحاظ سے ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں، سارے کے سارے نبوت کے مشن میں ایک جیسے ہیں اور وہ جو بنیادی پیغام تھا وہ سب نے انسانوں تک پہنچایا، خاص کر جو چیز سب میں مشترک رہی وہ یہ ہے کہ صرف اللہ واحد کی عبادت کی طرف لوگوں کو بلایا، لہذا ان سب کے پیغام کا مقصد ایک ہی تھا اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات کی پہچان ہے اگرچہ دوسری کتابیں اسلام کی بنیادی مذہبی باتوں میں مماٹکت رکھتی ہیں لیکن وہ خاص طبقوں اور خاص لوگوں کے لیے نازل کی گئی تھیں لہذا ان کتابوں کے اصول و توارد اُنہی لوگوں کے لیے ہیں جن کے لیے وہ کتابیں نازل ہوئیں، دوسری طرف دیکھا جائے تو قرآن پاک ساری انسانیت کے لیے نازل ہوا، کسی خاص قوم کے لیے نازل نہ ہوا، اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ کنز الایمان: اور اے محبوب ہم
 نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام
 آدمیوں کو گھیرنے والی ہے خوشخبری دیتا
 اور ڈر سنا تا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔

وَمَا أَمْرَ سَلْنَكَ إِلَّا كَأَفَةً لِّلثَّانِي
 بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ الثَّانِيَاتِ لَا
 يَعْلَمُونَ ①

(ب، ۲۲، سبا: ۲۸)

سوال: کیا یہ سچ ہے کہ مسلمان عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرے پیغمبروں کو نہیں مانتے؟

جواب: اگر کوئی مسلمان عیسیٰ علیہ السلام یا کسی بھی نبی پر ایمان نہ رکھ تو وہ مسلمان ہی نہیں، سب مسلمان عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر تمام انبیاء علیہم السلام کو مانتے ہیں، یہ مسلمانوں کے ایمان میں بنیادی بات ہے کہ وَهَاللَّهُ عَزَّوَجَلَّ کے ہرنی اور ہر رسول کو مانتیں، مسلمان عیسیٰ علیہ السلام کی بڑی عزت اور بڑا احترام کرتے ہیں اور ان کے دوبارہ تشریف لانے کے منتظر ہیں، قرآن مجید کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کو نہ سولی دی گئی نہ انہیں قتل کیا گیا بلکہ وہ آسمانوں میں اٹھا لیے گئے۔^(۱)

مسلمان اس بات کا بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بہت اوپنجی شانوں والے انبیاء علیہم السلام میں سے ہیں، لیکن نہ وہ خدا ہیں نہ خدا کے بیٹے، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت مریمؑ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑی صالحة اور مُتَّقیۃ خاتون تھیں، قرآن پاک ہمیں بتاتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے نشانِ قدرت کے طور پر پیدا ہوئے، اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ کنز الایمان: عیسیٰ کی کہاوت اللہ
إنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ
خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ لَكُنْ
فَيَكُونُونْ ⑤ (ب، ۳، آل عمران: ۵۹)

کے نزد یک آدم کی طرح ہے اُسے مٹی سے
بنایا پھر فرمایا ہو جاوہ فوراً ہو جاتا ہے۔

بہت سارے عیسائی یہ جان کر چونک جاتے ہیں کہ مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کو اللہ تعالیٰ کے عظیم انبیاء اور رسولوں میں شمار کرتے ہیں، مسلمانوں کو یہ تعلیم دی جاتی ہے
کہ عیسیٰ علیہ السلام سے محبت کریں اور کوئی شخص اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب
تک کہ وہ اس چیز کو نہ مان لے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور
مسلمان ان چیزوں میں اس لیے یقین نہیں رکھتے کہ انہوں نے یہ چیزیں انجیل سے
پڑھی ہیں بلکہ قرآن پاک ان چیزوں کا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ذکر کرتا ہے
لیکن مسلمان ہمیشہ اس بات کی تاکید کرتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کے مجزے ہوں یا
ویگران بیان علیہم السلام کے مجزے ہوں، وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی اور اس کی رضا اور اس کے
ممکن بنانے سے ظاہر ہوتے ہیں۔

مسلمان اس بات کی بحث سے تردید کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی بیٹا ہے اور قرآن
پاک تاکید اس بات کو بیان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی بیٹا نہیں ہے۔

اس بات کی وضاحت کر دینا بھی ضروری ہے کہ جب مسلمان انجیل کی کچھ باتوں
پر تقدیم کرتے ہیں تو اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام پر حملہ کر رہے ہیں بلکہ
عیسائیوں کے عقیدے مثلاً شیعیت وغیرہ پر تقدیم کرتے ہیں کیونکہ یہ چیزیں عیسیٰ علیہ السلام

نے شروع نہیں کیں، ان کا ان چیزوں سے کوئی تعلق نہیں اور جب مسلمان ان بھیل کا حوالہ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے لیکن اس میں تبدیلی آگئی اور اس میں بہت سارے مقامات پر انسانوں کے الفاظ ہیں اللہ تعالیٰ کے الفاظ نہیں ہیں، تو اس تقید کا مطلب ہرگز نہیں ہے کہ مسلمان عیسیٰ علیہ السلام پر حملہ کرتے ہیں۔

مسلمان یہ یقین رکھتے ہیں کہ آج کے دور میں جو ان بھیل موجود ہے اس میں کہیں کہیں چھوٹے چھوٹے حصے موجود ہیں جو اللہ تعالیٰ کا اصلی کلام ہیں اور اس میں بہت سارا حصہ ایسا ہے کہ جس میں انسانوں کی دخل اندازی ہوئی اور بہت بڑی تعداد آیات کی وہ ہے جو کہ تبدیل ہو چکی ہیں اور ان بھیل مقداد کے مختلف ترجیح جو لوگوں کے سامنے موجود ہیں وہ ایک دوسرے سے بہت مختلف ہیں، مسلمان اس بات کا یقین رکھتے ہیں کہ اصل بھیل وہ ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات ہیں، وہ نہیں جو بعد کے لوگوں نے مثلًا پول (PAUL) یا دوسرے گرجا گھروں کے لیڈروں نے لکھی بلکہ اسلام در اصل اُسی توحید پر زور دیتا ہے کہ جس کی اشاعت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خوب کی اور وہ اللہ تعالیٰ کو ایک مانا اور فقط ایک اللہ کی عبادت کرنا ہے۔

سوال: قرآن پاک عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتا ہے؟

جواب: عیسیٰ علیہ السلام اُن عظیم الشان رسولوں میں سے ہیں جن کا ذکر نام کے ساتھ قرآن پاک میں موجود ہے، حقیقت یہ ہے کہ قرآن پاک میں ایک سورت کا نام سورہ مریم ہے، اس سورت میں حضرت مریمؑ صَلَّی اللہُ تَعَالَیٰ عَلَیْہَا اور ان کے پیارے بیٹے حضرت

عیسیٰ علیہ السلام پر خوب روشنی ڈالی گئی ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کا قرآن مقدس میں کئی مختلف مقامات پر ذکر کیا گیا یہاں پر ہم قرآن پاک کی بعض آیات پیش کرتے ہیں کہ جن میں حضرت مریمؑ حضرت علیہ السلام کا ذکر ہے:

وَإِذْ كُرِّبَ فِي الْكِتْبِ مَرْيَمُ إِذَا تَبَدَّلَتْ
منْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرِقًا فَأَتَّخَدَتْ
مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا فَأَنْسَلَتْ إِلَيْهَا
رُؤْحًا فَتَبَيَّنَ لَهَا بِهِمْ أَسْوِيَّا⑩ قَالَتْ
إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَنِ مِنْكَ إِنْ كُنْتَ
تَقِيًّا⑪ قَالَ إِنَّمَا آتَيْتَ أَنَا سُوْفَ مَرِيِّكَ
لَا هَبَ لَكَ عَلَيْكَ أَذْكَرِيَّا⑫ قَاتَتْ أَلِيُّ
يُكُونُ لِي عِلْمٌ وَلَمْ يَعْسُرْنِي بِسُرُورَ لَمْ
أَلْبَغَيَّا⑬ قَالَ كَذَلِكَ قَالَ رَبِّيُّهُ
عَلَىٰ هَيْنَ وَلَيَنْجَعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ وَ
رَحْمَةً مِنَّا وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا⑭
فَحَمَلَتْهُ فَأَنْتَبَدَتْ بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا⑮

ترجمہ کنز الایمان: اور کتاب میں مریم کو یاد کرو جب اپنے گھر والوں سے پورب (مشرق) کی طرف ایک جگہ الگ گئی تو ان سے ادھر ایک پردہ کر لیا تو اسکی طرف ہم نے اپنا روحاں بھیجا وہ اسکے سامنے ایک تند رست آدمی کے روپ میں ظاہر ہوا یہوں میں تجوہ سے ہم کی پناہ مانگتی ہوں اگر تجوہ خدا کا ڈر ہے بولا میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں کہ میں تجوہ ایک ستمہ ایٹا دوں بولی میرے لڑکا کہاں سے ہو گا مجھے تو نہ کسی آدمی نے ہاتھ لگایا نہ میں بدکار ہوں کہا یوں ہے تیرے رب نے فرمایا ہے کہ یہ مجھے آسان ہے اور اس لئے کہ ہم اسے لوگوں کے واسطے نشانی کریں اور اپنی طرف سے ایک رحمت اور یہ کام ٹھہر چکا ہے اب مریم نے اسے پیٹ میں

لیا پھر اسے لئے ہوئے ایک دور جگہ چلی
گئی پھر اسے جنے کا درد ایک کھجور کی جڑ
میں لے آیا بولی بائے کسی طرح میں اس
سے پہلے مرگی ہوتی اور بھولی بسری ہو جاتی
تو اسے اس کے تلے سے پکارا کہ غم نہ کھا
بے شک تیرے رب نے تیرے نیچے ایک
نہر بہادی ہے اور کھجور کی جڑ پکڑ کر اپنی
طرف ہلا تجھ پرتازی پکی کھجوریں گریں
گی تو کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی رکھ پھر اگر
تو کسی آدمی کو دیکھتے تو کہہ دینا میں نے آج
رحم کا روزہ مانا ہے تو آج ہرگز کسی آدمی
سے بات نہ کروں گی تو اسے گود میں لئے
اپنی قوم کے پاس آئی بولے اے مریم بے
شک تو نے بہت بڑی بات کی اے ہارون
کی بہن تیراباپ برا آدمی نہ تھا اور نہ تیری
ماں بد کاراں پر مریم نے بچے کی طرف اشارہ
کیا وہ بولے ہم کیسے بات کریں اس سے
جو پانے میں بچے ہے

فَاجْعَاهَا الْمَحَاضُ إِلَى حِدْعَةِ النَّخْلَةِ^١
قَاتُثٌ يَلَيْتَنِي مِتٌّ قَبْلَ هَذَا وَكُنْتُ
تَسِيَّاً مَمْسِيًّا^٢ مَنَادِهَا مَنْ تَصْهِيَا أَلَا
تَحْزِنِي قَدْ جَعَلَ رَبِّكَ تَحْتَكِ
سَرِيًّا^٣ وَهُزِيًّا^٤ إِلَيْكَ بِإِذْعَ
النَّخْلَةِ تُسَقِّطُ عَلَيْكَ رُطْبًا جَنِيًّا^٥
فَكُلُّنِي وَأَشْرَبُنِي وَقَرِسُنِي عَيْنًا^٦ فَإِمَّا
تَرَيْنَ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُولَيَّ
إِنِّي نَدَرْتُ لِلَّهِ حُمْنٌ صُومَافَلْنُ
أَكْلِمُ الْيَوْمَ إِنْسِيًّا^٧ فَاتَّتِيهِ قَوْمَهَا
تَحِمْلُهُ^٨ قَالُوا يَسِيرُ يَمْ لَقْدُ حِجْتُ
شَيْئًا فَغَرِيًّا^٩ يَأْخُثَ هَرُونَ مَا كَانَ
أَبْوُكِ اُمْرًا سَوْءٍ وَ مَا كَانَ
أُمُّكِ بَغْيًا^{١٠} فَأَشَاءَتْ إِلَيْهِ^{١١} قَالُوا
كَيْفَ تَحْكِلُ مَنْ كَانَ فِي الْمُهْدِ صَبِيًّا^{١٢}

بچے نے فرمایا میں ہوں اللہ کا بندہ اس نے
مجھے کتاب دی اور مجھے غیب کی خبریں بتانے
والا (نبی) کیا اور اس نے مجھے مبارک کیا
میں کہیں ہوں اور مجھے نماز و زکوٰۃ کی تاکید
فرمائی جب تک جیوں اور اپنی ماں سے
اچھا سلوک کرنے والا اور مجھے زبردست
بد بخت نہ کیا اور وہی سلامتی مجھ پر جس دن
میں پیدا ہوا اور جس دن مردیں گا اور جس
دن زندہ اٹھایا جاؤں گا یہ ہے عیسیٰ مریم کا
بیٹا سچی بات جس میں شک کرتے ہیں اللہ
کو لا اُن نہیں کہ کسی کو اپنا بچہ ٹھہرائے پا کی
ہے اس کو جب کسی کام کا حکم فرماتا ہے تو
یونہی کہ اس سے فرماتا ہے ہو جاوہ فوراً ہو
جاتا ہے اور عیسیٰ نے کہا ہے شک اللہ رب
ہے میرا اور تمہارا تو اس کی بندگی کرو یہ راہ
سیدھی ہے۔

قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ أَلِتْقَى الْكِتَابَ وَ
جَعَلْنِي نَبِيًّا ۝ وَ جَعَلْنِي مُبَرِّغاً
أَيْنَ مَا كُنْتُ صَوَّاصِنِي بِالصَّلَوةِ وَ
الزَّكُوٰةَ مَا دُمْتُ حَيًّا ۝ وَ بَرِّا
بِإِلَيْتِي ۝ وَ لَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا
شَقِيقًا ۝ وَ السَّلَامُ عَلَى يَوْمِ وُلْدُنْشَ وَ
يَوْمَ الْمَوْتِ ۝ وَ يَوْمَ أُبَعْثُ حَيًّا ۝
ذُلِّكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلُ الْحَقِّ
الَّذِي فِيهِ يَسْتَرُونَ ۝ مَا كَانَ اللَّهُ
أَنْ يَتَّخِذَ مِنْ وَلِيٍّ لَّا سُبْحَانَهُ طَ
إِذَا قَصَى أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ
فَيَكُونُ ۝ وَ إِنَّ اللَّهَ هَرَبٌ وَ رَبُّكُمْ
فَاعْبُدُوهُ طَ هَذَا صَرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ۝

(ب ۱۶، مریم: ۱۶ تا ۳۶)

﴿اسلام، سائنس اور صحت﴾

سوال: کیا اسلام سائنس اور علم کی مخالفت کرتا ہے؟

جواب: اسلام علم اور سائنس کے مخالف نہیں ہے، علم و طرح کا ہوتا ہے: دینی علم جس

کے ذریعے سے اس بات کو سمجھا جاتا ہے کہ مذہبی ذمہ داریوں کو کیسے نہایا جائے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کیسے کی جائے اور دوسرا علم وہ ہوتا ہے جس کا تعلق ان چیزوں سے ہوتا ہے جن کے ذریعے سے یہ جانا جائے کہ ہم یہاں دنیا میں ایک فائدہ مندا اور آرام دہ زندگی کیسے گزار سکتے ہیں، یہ مسلمان کی ضرورت ہے کہ وہ دونوں طرح کے علوم حاصل کرے، بلکہ یوں کہنا زیادہ مناسب ہو گا کہ اسلام نے علم کی اُس وقت و کالت کی جب کہ دنیا اندھیروں میں بھٹکی ہوئی تھی اور سخت جہالت کا شکار تھی۔ اور پہلی وحی جو پیغمبر اسلام حضرت محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر نازل ہوئی اس میں علم ہی کا پیغام تھا:

إِنَّ رَبَّكَ الَّذِي خَلَقَ الْأَنْوَاعَ	ترجمہ: کنز الایمان: پڑھو اپنے رب کے
الْإِنْسَانَ مِنْ عَلِقٍ	نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کو خون کی
إِرْقَدًا وَ سَرْبُكَ	پھٹک سے بنایا پڑھوا در تھار ارب ہی سب
الْأَنْثُرُمُ	سے بڑا کریم جس نے قلم سے لکھنا سکھایا
الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ	آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا۔

(ب ۳۰، علق: ۱: تاہ)

اُس اندھیرے، جاہلانہ، ظالمانہ اور سفّا کانہ ماحول پر جس کے اندر پوری دنیا ڈوبی ہوئی تھی، یہ آیت روشنی کی پہلی کرن ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر اپنی بہت بڑی

نعمت کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمَّةِ نَرَسُوْلًا
مَّنْهُمْ يَشْهُدُوا عَلَيْهِمُ الْإِيمَانَ وَيُرِيكُمُ
وَيُعَلِّمُهُمُ الْكَلْبَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ
كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفْيَ ضَلَالٍ مُّبِينٍ ①
ترجمہ کنز الایمان: وہی ہے جس نے
آن پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول
بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور
انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب و
حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں اور پیش کرو
اس سے پہلے ضرور کھلی گرا ہی میں تھے۔

(ب، ۲۸، الجمعة: ۲)

مسلمانوں کی پہلی نسلیں کچھ ہی سالوں کے اندر ایک بہت علم والی، صاف ستری
اور نہ ہی قوم بن کر آ گے آئیں، دینی اور دنیاوی معاملات میں مہارت ان کے اندر
 واضح نظر آتی تھی جبکہ دوسرا قوی میں صدیوں تک اس کے بعد بھی جہالت کے اندر ہیروں
میں بھٹک رہی تھیں، اسلام نے انسان کی سوئی ہوئی عقلی قوتوں کو جگایا، ان میں یہ احساس
ڈالا اور یہ ترغیب دی کہ وہ ان صلاحیتوں کو اللہ رب العزت کے دین کی خدمت میں
صرف کریں۔

دینی علم بہت ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر کوئی اپنی عبادت کو اس طرح سے نہیں
ادا کر سکتا جس طرح سے اللہ اور اس کے رسول نے وضاحت کی اور سمجھایا ہے، اللہ
تعالیٰ اپنے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو دعا سکھاتے ہوئے جس میں علم کی ترقی کا
پہلو موجود ہے فرماتا ہے:

ترجمہ کنز الایمان: اور عرض کرو کہ اے

وَقُلْ رَبِّنِي زِدْ فِي عِلْمًا ۝

میرے رب مجھے علم زیادہ دے۔ (پ ۱۶، طہ: ۱۱۴)

فائدہ مند دنیاوی علم بھی ضروری ہے، مسلمانوں کو اس بات کی ترغیب دی گئی ہے کہ وہ ایسے علوم حاصل کریں کہ جس سے ان کو اور دوسرے مسلمانوں کو فائدہ ہو، ہمارے اسلاف نے اس حقیقت کو سمجھا تو نتیجتاً دوسری قوموں سے علمی ترقی کے حوالے سے بہت آگے بڑھ گئے اور صدیوں تک علمی میدان میں یہ مشعل مسلمانوں کے ہاتھ میں رہی۔ مسلمان میڈیس، حساب، فزیکس، اسٹرانومی، جغرافیہ، ایگریکچرل، لبرپرچر اور تاریخ کے میدان میں دوسری قوموں سے بہت آگے نکل گئے۔

کئی علوم جن میں مسلمانوں نے دوسری قوموں کو پیچھے چھوڑ دیا تھا ان میں سے چند کا ذکر کیا جاتا ہے مثلاً: الجبرا، پہنسچہ اور صفر کا نظریہ مسلمانوں نے ایجاد کیا اور اس کے ذریعے سے حساب اور میٹیکس (mathematics) میں بہت زیادہ ترقی ہوئی۔

اور یہ وہ علوم تھے جو مسلمانوں کی طرف سے یورپ تک پہنچے اور یہ مسلمان ہی تھے جنہوں نے بہت سارے حاس قسم کے اوزار ایجاد کیے، دنیا کے نقشے اور علمیں ایک ملک سے دوسرے ملک کی طرف، شہر سے شہر کی طرف یہ مسلمانوں ہی نے ایجاد کیں، اور اس کی وجہ سے یورپ کے لوگوں نے جوئی دنیا کو تلاش کیا، جانا اور وہاں پہنچے، یہ سب مسلمانوں کا علمی میدان میں واضح حصہ ہے۔ میڈیس، میٹیکس، اسٹرانومی، کیمیئری اور فزیکس، ان علوم میں مسلمانوں کا حصہ اور ان کی ترقی قابل ذکر ہے، پورے ساز و سامان

سے بھرے ہوئے ہسپتال اور اس کے ساتھ ایک میڈیکل اسکول مسلمانوں نے شروع کیے جو کہ بڑے بڑے شہروں میں ہوتے تھے، یہ وہ اندر ہیرے اور چالٹ کا دور تھا جب دنیا وہم میں بنتا ہو چکی تھی اور مغربی ممالک کے لوگ یماریوں کا علاج آواہام کے ذریعے سے کرتے تھے۔ دوسری طرف مسلمان ڈاکٹر زیماریوں کی تشخیص کر رہے تھے، علاج تجویز کر رہے تھے اور آپریشن کر رہے تھے، نیز انسیوس میں سب سے بڑا مسلمان ڈاکٹر جس کو مغرب میں بھی جانا اور مانا جاتا ہے اس کا نام ”الرازی“ ہے، بہت سارے سائنسی موضوعات پر انہوں نے لکھا، ایک بہت بڑا علمی ذخیرہ میڈیسین کے موضوع پر انہوں نے دنیا کو دیا اور چیپک کے موضوع پر انہوں نے بہت ہی فائدہ مند کتاب لکھی، دسویں صدی کے مشہور ڈاکٹر ”ابن سینا“ نے میڈیسین کے موضوع پر بہت بڑی کتاب لکھی، یہ کتاب ستر ہویں صدی میں یورپ کے اندر میڈیکل فیلڈ میں ایک معیار کے طور پر استعمال کی جاتی رہی۔

قرآن مجید اگرچہ کتاب ہدایت ہے مگر اس کے اندر بہت سارے تعجب خیز سائنسی حقائق بھی موجود ہیں، تعجب خیز اس لیے ہیں کہ چودہ صدیاں پہلے ان حقائق کا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نزول ہوا اور ان کو صحیح معنوں میں لوگوں نے نہیں سمجھا یہاں تک کہ موجودہ دور کے سائنس دانوں نے ان کی ایجادات کیں، ان کو تلاش کیا اور سمجھا۔ اگرچہ قرآن سائنس کی کتاب نہیں ہے لیکن اس کے باوجود قرآن پاک نے ایسے کئی حقائق بیان کیے ہیں جن کو سائنسیک اور شیکناوجیکل ترقی کے سبب بعد میں آنے والے زمانے میں خوب سراہا اور قبول کیا گیا اور یہ ایک بڑا ثبوت ہے کہ یہ کتاب قرآن

مقدس حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا اپنا لکھا ہوا کلام نہیں ہے اور نہ کسی اور شخص

کا، بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر نازل کیا گیا ہے۔

سوال: قرآن یہ کہتا ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ رحم میں کیا ہے، کیا یہ میڈ یکل سائنس کے خلاف نہیں ہے کیونکہ آج کے دور میں یہ معلوم کیا جا سکتا ہے کہ پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی؟

جواب: اس سوال کا جواب دینے کے لیے یہ ضروری ہے کہ ان آیات کو خوب اچھی طرح

سے سمجھا جائے جن میں اس بات کا ذکر ہے، اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ

الْعُيُّنَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْضَ وَ

مَا تَنْهَىٰ إِلَيْهِ نَفْسٌ مَا ذَادَتْ كَسْبُ عَدَادًا وَ

مَا تَنْهَىٰ نَفْسٌ إِلَيْهِ أَمْرٌ فَ

تَنْوُتٌ إِنَّ اللَّهَ عَلَيْهِ خَمِيرٌ

(ب، ۲۱، لقمن: ۳۴)

اللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ أُنْثَىٰ وَمَا

تَعْيِصُ الْأَرْضَ وَمَا تَرْدَادُ طَوْكُلٌ

شَعْرٌ عِنْدَهُ بِرْقَدَاءٍ

①

ترجمہ کنز الایمان: اللہ جانتا ہے جو کچھ کسی مادہ کے پیٹ میں ہے اور پیٹ جو کچھ گھلتے اور بڑھتے ہیں اور ہر چیز اس کے پاس ایک اندازے سے ہے۔

(ب، الرعد: ۸)

اگر کوئی قرآن پاک کی ان آیات کا بغور مطالعہ کرے تو اسے یہ اندازہ ہو گا کہ

ان آیات میں محض جنس کا ذکر نہیں کہ ماں کے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ لڑکا ہو گا یا لڑکی ہو گی بلکہ قرآن پاک صرف اتنا بیان کرتا ہے کہ جو کچھ ماں کے رحم میں ہے اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ کچھ لوگوں نے اسے یوں سمجھا کہ اس سے مراد صرف ماں کے پیٹ کے اندر بچے کی جنس ہے، یعنی وہ لڑکا ہے یا لڑکی۔

درحقیقت ان آیات کی مراد صرف اس کا مذکر و مونث ہونا ہی نہیں بلکہ اس کا بدجنت یا نیک بخت ہونا، اس کا رِزق اور اس کی عمر وغیرہ سب کو شامل ہے جیسا کہ حدیث پاک میں اس کی وضاحت موجود ہے، حضرت اُنس بن مالک رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْهُ بَيَان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: بَشَّكَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ نے رحم میں ایک فرشتہ مقرر کیا ہے وہ کہتا ہے: اے رب! یہ نطفہ ہے، اے رب! یہ جما ہوا خون ہے، اے رب! یہ گوشۂ کاظم ہے۔ پھر جب اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی تخلیق کا ارادہ فرماتا ہے، تو فرشتہ پوچھتا ہے: یہ مذکر ہے یا مونث؟ یہ بدجنت ہے یا نیک بخت؟ اس کا رِزق کتنا ہے؟ اس کی مُدَّتِ حیات کتنی ہے؟ پھر وہ ماں کے پیٹ میں لکھ دیتا ہے۔^(۱) یہ بچہ ہے کہ آج کے دور میں سائنس نے بہت ترقی کی ہے اور ہم ایامِ حمل میں با آسانی ”الرِّساوَنَدِ اسکین“ کا استعمال کرتے ہوئے یہ جان سکتے ہیں کہ ماں کے رحم میں بچے کی جنس کیا ہے؟ اس طرح سے ڈاکٹر زکا بذریعہ مشین بچے کی جنس کو جان لینا ان آیات کے خلاف نہیں ہے کیونکہ مذکورہ بالا آیات بچے کے موجودہ اور مستقبل کے

۱ بخاری، کتاب الحیض، باب مخلقة وغير مخلقة، ۱۲۸/۱، حدیث: ۳۱۸، مسلم، کتاب القدر، باب کیفية الخلق الآدمي في بطن... الخ، ص ۴۲۲، حدیث: ۲۶۴۶

حالات پر کلام کرتی ہیں، مثلاً بچ کا مستقبل کیا ہوگا؟ کیا یہ سعید ہو گا یا شکی؟ والدین کا نافرمان ہو گا یا فرمانبردار؟ زندگی میں اس کے ساتھ کیا معاملات پیش آئیں گے؟ کیا یہ اپھا انسان بنے گا یا بُرا؟ اس کی زندگی کتنی ہو گی؟ کیا یہ جنت میں جائے گا یا جہنم میں؟ یہ سب وہ باتیں ہیں کہ جن کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، (البته اللہ تعالیٰ جس کو چاہے یہ علم عطا فرمادے لہذا اللہ تعالیٰ کی عطا سے اللہ کے مقرب بندوں کو اس طرح کے علوم کا حصول شرعاً درست ہے اور اسی طرح آلات کے ذریعے سے بچے کی جنس کا علم بھی اللہ عزوجلٰ کی عطا ہی ہے)۔

کوئی سائنس دان اس دنیا میں اتنی سائنسی اور ٹیکنالوجیکل ترقی کے باوجود ان چیزوں کو نہیں جان سکتا اور ماں کے پیٹ میں جو بچہ ہے اسکے مستقبل کو کوئی بھی معلوم نہیں کرسکتا۔

سؤال: قرآن مجید اس بات کو بیان کرتا ہے کہ انسان مٹی سے پیدا کیا گیا ہے اور اس بات کو بھی بیان کرتا ہے کہ انسان نطفے سے پیدا کیا گیا ہے، کیا یہ تضاد نہیں ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٌّ
ترجمہ: کنز الایمان: اور ہم نے ہر جاندار
چیز پانی سے بنائی۔

(ب ۱۷، الانبیاء: ۳۰)

فَإِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ طِينٍ لَأَرْبَعٌ
ترجمہ: کنز الایمان: کہ ہم نے تمہیں پیدا
کیا مٹی سے۔

(ب ۱۷، حج: ۵)

إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِنْ طِينٍ لَأَرْبَعٌ
ترجمہ: کنز الایمان: بیشک ہم نے ان
کوچکتی مٹی سے بنایا۔

(ب ۲۳، آل الصُّفَّ: ۱۱)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے تخلیق انسان کے کئی مراحل کا ذکر فرمایا ہے، قرآن

پاک کے مطابق انسان کو سب سے پہلے پانی اور مٹی سے پیدا کیا گیا، جس سے گارا تیار ہوا اور یہ سارے انسانوں کے باپ حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق بیان ہوا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ آدم علیہ السلام کی اولاد اسی فطری اور قدرتی نظام کے تحت آگے بڑھے گی جس طرح سے دیگر جانداروں کی نسلیں آگے بڑھ رہی ہیں۔

کبھی کبھی قرآن پاک لطفے کو پانی کے نام سے بھی بیان کرتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ بننے والی چیز۔ جب اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں یہ ارشاد فرماتا ہے کہ جاندار چیزوں کو پانی سے پیدا کیا گیا ہے، اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ ہر مخلوق وہ چاہے انسان ہوں، چاہے جانور یا درخت، سب پانی سے پیدا کیے گئے ہیں اور اپنے وجود میں باقی رہنے کے لیے پانی پر موقوف ہیں لیکن یہی آیت جس میں اس بات کا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو پانی سے پیدا کیا، اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ انسان اور دیگر جانور اپنے باپ کے لطفے سے پیدا کیے گئے ہیں اور اس کی تائید دوسری آیت سے ہوتی ہے جیسا کہ:

آلُّمَّنَحْلُقُمُ مِنْ مَاءِ مَهِيْنِ ﴿٦﴾

ترجمہ کنز الایمان: کیا ہم نے تمہیں
ایک بے قدر پانی سے پیدا نہ فرمایا۔

(ب: ۲۹، مرسلت: ۲۰)

جہاں تک سائنسی شواہد کا تعلق ہے، سائنسی تحقیق میں ثابت کیا گیا ہے کہ انسان کے جسم کا زیادہ حصہ دوسرے جانداروں کی طرح پانی سے بنایا گیا ہے، تقریباً ستر فیصد انسان کا جسم پانی سے بنائے اور انسانی جسم میں وہ اجزاء بعینہ پائے جاتے ہیں جو کہ زمین کی مٹی کے اندر پائے جاتے ہیں، ان کی تعداد اگرچہ کم ہے کیونکہ انسانی جسم میں

پانی زیادہ ہے اور مٹی کم ہے۔

سوال: اسلام میں شراب کا استعمال کیوں منع ہے؟

جواب: ہر وہ چیز جو نقصان دہ ہے یا اس کے نقصانات اس کے فائدوں سے زیادہ ہیں

وہ جائز نہیں ہے لہذا شراب اسلام کے اندر حرام اور منع ہے۔

شراب انسانی معاشرے میں ایک لعنت بن کر ہمیشہ موجود رہی ہے، بے شمار انسانی جانیں اس کے سبب تھمہ آجل بن چکی ہیں اور لاکھوں انسانوں کی زندگیوں میں شراب نے تکلیف، درد اور دُکھ پیدا کیے ہیں، اعداد و شمار اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ شراب بہت گھناؤ نے جرائم، جسمانی و دماغی یہاں یاریوں کا سبب بنتی ہے اور لاکھوں گھر اس طاقتور بر باد کرنے والی شراب کے ذریعے سے بر باد ہو گئے، شراب انسانی دماغ کے مرکزی نظام کو نقصان پہنچاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ نشے سے دُخت انسان ایسی موج اور مستی کا اظہار کر رہا ہوتا ہے جو کہ اس کی اُس حالت سے بہت مختلف ہوتی ہے جس حالت میں اُس پر نشے کا اثر نہیں ہوتا، شراب پینے کا عادی جب نشے میں دُخت ہوتا اچھی طرح سے چل بھی نہیں سکتا، وہ شاید اپنے کپڑوں میں پیشاب بھی کر دے چکی کہ ایسے لوگ نشے کی حالت میں سخت بے حیائی کا کام بھی کر دالے ہیں نیز اس طرح کے لوگ اپنی ماڈل، بہنوں اور بیٹیوں سے بھی بدکاری کر لیتے ہیں۔

شراب کو اسلام کے اندر منع کرنے کے کئی اسباب ہیں، لاکھوں لوگ اس کی وجہ سے ہر سال مرتے ہیں، شراب کی وجہ سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جن کی لسٹ مندرجہ ذیل ہے:

- (1) Cirrhosis of the liver
- (2) Various forms of cancer.
- (3) Esophagitis, gastritis and pancreatitis.
- (4) Cardiomyopathy, hypertension, angina and heart attacks.
- (5) Strokes, apoplexy, fits and different types of paralysis.
- (6) Peripheral neuropathy, cortical atrophy, cerebellar atrophy.
- (7) Anemia, jaundice and platelet abnormalities
- (8) Recurrent chest infections, pneumonia, emphysema and pulmonary tuberculosis.
- (9) During pregnancy, alcohol consumption has a severe detrimental effect on the fetus, causing "Fetal alcohol syndrome".

بہت سارے لوگ اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو قابو میں رکھتے ہیں اور وہ ایک حد کے اندر پیتے ہیں اور نشی کی حد سے پہلے رُک جاتے ہیں لہذا ان پر نشی نہیں چڑھتا لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہر شراب کا عادی سوچل ڈر نکر لیعنی کبھی کبھی شراب نوشی کرتا ہے، کوئی بھی شروع ہی سے اس نیت سے شراب نہیں پیتا کہ وہ شراب کا عادی بن جائے گا، یہ عادت بس پڑ جاتی ہے، جو یہ سوچ کر شروع کرتا ہے کہ کبھی کبھی پیوں گا یا ہلکی پیوں گا بالآخر وہی شخص شراب کا پکا عادی بن جاتا ہے لہذا یہ بہت بڑا دھوکا ہے کہ میں تو تھوڑی سی پیوں گا یا حد نہ سے کم پیوں گا یا کبھی کبھار پیوں گا۔

اللہ تعالیٰ بہت حکمت والا ہے، یہ اس کی حکمت کے تقاضے ہیں کہ اس نے شراب کو حرام کر کے انسانی معاشرے کو انفرادی اور اجتماعی طور پر تحفظ فراہم کیا ہے، اسلام کے اندر شراب کا استعمال مطلقاً حرام اور ناجائز ہے لہذا کبھی بکھار پینا یا حد نہ سے کم پینے کی بھی گنجائش اسلام میں نہیں ہے کیونکہ بالآخر اس طرح کے لوگ پکے شراب نوشی کے عادی ہو جاتے ہیں، یہ اللہ عز و جل کا بہت بڑا فضل ہے اور یہ چیز بھی نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ مسلمان ایسی چیزوں سے رکتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مُعْنَى فرمایا اس کی بڑی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ان چیزوں کے نقصانات ہیں بلکہ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے مُعْنَى فرمایا ہے یعنی مسلمانوں کا مُنْتَهِيَ نظر اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت ہوتی ہے اور اس حکم کے مانے میں انہیں یہ دنیاوی فائدے بھی حاصل ہو جاتے ہیں کہ مذکورہ بالایماریوں سے شراب نوشی نہ کرنے والے مسلمان بچ جاتے ہیں۔

اسلام کی کیا عورت پر ظلم کرتا ہے؟

جواب: اس سوال کا جواب دینے سے پہلے ضروری ہے کہ اسلامی تعلیمات اور بعض مسلمانوں کے عمل میں فرق کیا جائے، اگرچہ ایسا ممکن ہے کہ بعض مسلمان معاشروں میں کچھ لوگ عورت پر ظلم کرتے ہوں اور بعض اوقات ایسا ہوتا بھی ہے لیکن اس سے ان لوگوں کے مقامی رسم و رواج کا ظہور ہوتا ہے، یہ اسلامی تعلیمات کا اثر نہیں ہوتا کیونکہ

اسلامی تعلیمات کے مطابق عورت کو جو مقام دیا گیا ہے وہ بہت اونچا ہے، اسلام اس بات کی توقع رکھتا ہے کہ اس دین کے ماننے والے، عورت کے مقام کو حفاظت کے ساتھ بلند پر رکھیں اور وہ اُس کے معاشرتی مقام کی حفاظت کریں اور اس کے رُتبے کو چھوٹا کرنے کی ہر سازش کونا کام بنائیں، اسلام اس بات کی واضح تعلیم دیتا ہے کہ عورتیں اپنی اصل یعنی انسان ہونے کے اعتبار سے مردوں کے برابر ہیں، سب انسان عزت، اللہ عزوجل کے سامنے حساب و کتاب اور جزا اوسرا پانے کے حوالے سے برابر ہیں، آج مغربی معاشرے میں عورت کو بالکل ایک جنسی چیز بنا دیا گیا ہے۔

یہ بات کہ اسلام عورت کو دوسرے نمبر کے شہری کا درجہ دیتا ہے یا اس کا مقام مرد سے آدھا ہے یہ صرف وہم ہے اور بہت بڑی غلط فہمی ہے، اسلام نے چودہ سو سال پہلے عورت کے مرتبے کو بہت بلند کر دیا، انہیں تعلیم کا حق دیا، انہیں اپنا خاوند اختیار کرنے کا حق دیا، انہیں وراثت میں حصہ ملا، الغرض ایک سلطنت میں عورت کو مکمل شہری ہونے کا مرتبہ اسلام نے دیا، یہ حقوق صرف جسمانی حوالے سے یا شادی کے حوالے سے ہی نہیں بلکہ اسلام کے احکام میں جو میرانی اور محبت اور جو زمدمی عورت کے حق کے معاملے میں بیان کی گئی ہے وہ بڑی مثالی اور واضح ہے، مرد عورت انسانیت کے دو بہت اہم اجزاء ہیں، ان دونوں کے حقوق اور ذمہ داریاں اپنی اپنی جنس کے اعتبار سے متوازیں، کامل اور مکمل ہیں اگرچہ ان کے جسمانی اور ذہنی فرق کی وجہ سے انکی ذمہ داریاں ایک دوسرے سے کئی سارے معاملات میں مختلف ہیں لیکن ہر ایک اپنی ذمہ داری کا حساب

دی ہے، اور اسے وہ ذمہ داری احسن طریقے سے نبھانی ہے، اسلامی قانون کے مطابق جب عورت کی شادی ہو جاتی ہے تو وہ اپنا پہلا نام بدلتے پر مجبور نہیں کی جاسکتی اُسے اس بات کی پوری اجازت ہے کہ وہ اپنا منفرد نام اور پہچان باقی رکھے۔

اسلامی شادی میں دو ہاں لہن کو مہر دیتا ہے، اس کی مالکہ لہن ہی ہے، وہ لہن کے بات پ کے لیے نہیں ہوتا، وہ اس کی ذاتی ملکیت ہے چاہے تو وہ اپنے پاس رکھے اور چاہے تو کسی کار و بار میں اس کو لگا دے لہذا کسی مرد رشتہ دار کو یعنی حاصل نہیں ہے کہ وہ عورت پر زبردستی کرے کہ وہ اس پیسے کے ساتھ کیا کرے اور کیا نہ کرے، البتہ عورت کے فائدے کیلئے اُسے مشورہ دے سکتا ہے۔

قرآن پاک نے یہ ذمہ داری مرد پر ڈالی ہے کہ وہ اپنی ساری رشتہ دار عورتوں کی حفاظت کرے اور ان کے نان و نفقة کا انتظام کرے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ عورت کی اپنی جائیداد موجود ہو لیکن یہ مرد کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی بیوی اور اپنے پورے خاندان کی دلکشی بھال کرے اور ان کے نان و نفقة اور عزت کا خیال رکھے۔

عورت پر یہ لازم نہیں ہے کہ وہ اپنایہ اپنے خاندان کے نان و نفقة پر خرچ کرے لہذا یہ نظام ایسا ہے کہ جس میں عورت کو کمانے کی تکلیف سے آزاد کر دیا گیا ہے، ہاں اگر وہ کام کرنا چاہے تو کر سکتی ہے جبکہ حالات اس کا تقاضا کریں، مگر اس میں شرط یہ ہے کہ وہ ان اصولوں کی پابندی کرے جو شریعت مطہرہ نے عورت کے کام کرنے کے حوالے سے فراہم کیے ہیں۔ شیخ طریقت، امیر اہلسنت بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ کی کتاب ”پردے کے بارے

میں سوال جواب، اس حوالے سے پڑھنا بہت ضروری ہے کہ اس میں دیگر بہت ساری معلومات کے ساتھ ساتھ عورت کی نوکری کے حوالے سے شرائط لکھی ہیں۔

ایک خاندان کسی بھی انجمن، آرگنائزیشن یا جماعت کی طرح ایک تیادت اور قلم و صبیط کا تقاضا کرتا ہے لہذا قرآن مقدس نے اس چیز کو بیان فرمایا کہ خاوند کو اس کی بیوی پر ایک درجہ بڑا مرتبہ عطا کیا گیا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے ہاتھ میں گھر کو چلانا اور گھر کی حفاظت کرنا ہے، یہاں اس بات کو نوٹ کرنا بہت اہم ہے کہ یہ جو گھر چلانے اور گھر والوں کی حفاظت کی ذمہ داری مرد کو دی گئی ہے یہ اس بات کا لائنس نہیں ہے کہ وہ اپنے گھر والوں پر ظلم یا زیادتی کرے بلکہ یہ اس کی بیوی اور بچوں کا ایک بوجھ ہے جو شریعت نے اس کے کندھوں پر ڈالا ہے، اس معاملے میں بھی عورت کو ہر طرح کی تکلیف اور مشکل سے بچایا گیا ہے اور جو تکلیف والا پہلو ہے وہ مرد کے کندھوں پر ڈالا گیا ہے۔

سوال: مسلمان عورتوں کا اپنا چہرہ کیوں چھپاتی ہیں؟

جواب: مسلمان عورتوں کا اس طرح کا لباس پہنانا کہ جس میں ان کا پورا چہرہ چھپا ہوا ہو کچھ لوگوں کو ایسا لگتا ہے کہ یہ درست نہیں ہے، خاص کر آج کل کے مغربی معاشرے میں کچھ لوگ اس کو عجیب سمجھتے ہیں لیکن اسلامی اعتبار سے اس عمل کے اندر اخلاقی، معاشرتی اور قانونی پہلو موجود ہیں۔

اسلام نے مرد و عورت کے کردار اور ان کی ذمہ داریوں کی وضاحت کر دی ہے اور ان کے جو حقوق ایک دوسرے پر ہیں اُن کی بھی وضاحت کر دی ہے اور یہ سب اس

لیے ہے کہ معاشرے کے اندر ایک زبردست توازن رہے۔

جب مرد و عورت باقاعدہ اسلامی لباس پہنتے ہیں تو وہ نہ صرف اپنی عزت اور مقام و مرتبے کی حفاظت کر رہے ہوتے ہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ وہ معاشرے کے امن اور ظلم و ضبط کو بھی مضبوط کر رہے ہوتے ہیں۔

اسلام نے عورت کے لباس کے بارے میں بڑی واضح ہدایات دے دی ہیں، اُن کا لباس بالکل چست نہ ہو کہ جس سے جسم کے اُتار چڑھا دیا جائے اور اتنا باریک نہ ہو کہ جلد کی رنگت نظر آئے۔

ایسا لباس ہو کہ پورے کا پورا جسم ڈھکے، مسلمان عورتیں اس طرح کا لباس اس لینہیں پہنتیں کہ ان کے باپ یا بھائی یا خاوند کا حکم ہے اور ان کی اطاعت کرتے ہوئے ایسا کر رہی ہیں بلکہ وہ اس لیے کرتی ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت کے جذبے کے تحت اور ثواب کے لیے وہ یہ کام کرتی ہیں۔

مرد اور عورت دونوں سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنے کردار اور اخلاق میں صاف سُتھرے اور عِفت مَاب ہوں اور اس طرح کا لباس نہ پہنیں کہ جس میں دوسروں کے لیے خواہش یا شہوت کی دعوت موجود ہو، دونوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ صرف وہی دیکھ سکتے ہیں جس کے دیکھنے کی اجازت ہے تاکہ وہ اس طرح سے اپنی پا کیزگی اور طہارت کی حفاظت کر سکیں، اللہ تعالیٰ مردوں اور عورتوں کو قرآن پاک میں آنکھوں کی حفاظت کرنے کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

مسلمان مردوں کو حکم دواپنی لگا ہیں کچھ نیچی
رکھیں اور اپنی شرمگا ہوں کی حفاظت کریں
یہاں کے لئے بہت سترہ ہے بے شک اللہ
کو ان کے کاموں کی خبر ہے اور مسلمان
عورتوں کو حکم دواپنی لگا ہیں کچھ نیچی
رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور
اپنا بناونہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے
اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں
اور اپنا سنگار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں
پر یا اپنے باپ یا شوہروں کے باپ یا
اپنے بیٹے یا شوہروں کے بیٹے یا اپنے
بھائی یا اپنے بھتیجی یا اپنے بھانجے، یا اپنے
دین کی عورتیں یا اپنی کنیتیں جو اپنے ہاتھ
کی ملک ہوں یا نوکر بشرطیکہ شہوت
والے مرد نہ ہوں یا وہ بچے جنمیں عورتوں
کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں اور زمین پر
پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ جانا جائے ان کا
چھپا ہوا سنگار اور اللہ کی طرف تو بہ کرو
اے مسلمانوں سب کے سب اس امید پر کہ
تم فلاح پاؤ۔

قُلْ لِلّٰهِ مُؤْمِنُوْنَ يَعْصُمُوْنَ مِنْ أَبْصَارِهِمْ
وَيَحْفَظُوْنَ فُرُوجَهُمْ ۝ ذٰلِكَ آذِنَّكُمْ ۝
إِنَّ اللّٰهَ حَمِيدٌ رَّبِّ الْعَصْمَوْنَ ۝ وَقُلْ
لِلّٰهِ مُؤْمِنُوْنَ يَعْصُمُوْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَ
يَحْفَظُنَّ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبَدِّلُنَّ
زِيَّهُمْ ۝ إِلَّا مَا أَظْهَمَهَا مِنْهَا وَلَيُصْرِبُنَّ
بِحُمُرِهِنَّ عَلٰى جِبْرِيلِهِنَّ ۝ وَلَا يُبَدِّلُنَّ
زِيَّهُمْ ۝ إِلَّا لِلْبُعُولَهِنَّ أَوْ أَبَالِهِنَّ أَوْ
أَبَاءَ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبَنَآءِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءَ
بُعُولَهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَرِّ إِخْوَانِهِنَّ
أَوْ بَنِيَّ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ نِسَاءِهِنَّ أَوْ مَا
مَلَكُتْ أَبِيَّهِنَّ أَوْ التَّلِيعَيْنَ عَسِيرٌ
أُولَٰئِكَ الْأُرْبَةُ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الْطِفْلِ
الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهِرُوا عَلٰى عَوْلَمَتْ
البِّسَاءِ ۝ وَلَا يَصْرِبُنَّ بِأَرْجُلِهِنَّ
لِيُعْلَمَ مَا يُعْفِفُنَّ مِنْ زِيَّتِهِنَّ ۝ وَ
تُوْبُوا إِلٰيَّ اللّٰهِ جَيْعَانِيَّهُ الْمُؤْمِنُوْنَ
لَعَلَّكُمْ تُفَلِّحُوْنَ ۝

(پ، ۱۸، النور: ۳۰، ۳۱)

اسلام کا یہ حکم کہ عورت اپنی نمائش اور خوبصورتی کو چھپائے، اس وجہ سے ہے کہ اُس کی اپنی ذاتی پہچان اور اُس کی حفاظت پر اثر نہ پڑے سوائے اس کے کہ اپنے قربتی رشتہ داروں (خاتم) میں ہو، اسلام نے عورت سے اس بات کا تقاضا کیا ہے کہ وہ اپنے جسم کو شرم و حیاء والے لباس کے ساتھ چھپائے۔

قرآن پاک اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کو اس طرح کا لباس پہننے کا حکم کیوں دیا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ إِلَّا كُرْزَ وَاجِكَ وَبَنْتِكَ
ترجمہ کنز الایمان: اے نبی اپنی بیویوں
وَنِسَاءُ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ
اور صاحزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں
مِنْ جَلَابِيْهِنَّ طِلْكَ آدِنَ آن
سے فرمادو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے
منہ پر ڈالے رہیں یہ اس سے نزدیک تر
یُعَرَفُنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ طِ وَ كَانَ اللَّهُ
ہے کہ ان کی پہچان ہو تو ستائی نجاں میں
غَفُورًا شَرِحِيْمًا ⑤
اور اللہ بخششے والا ہمہ بان ہے۔

(۵۹، الحزاد: ۲۲)

سوال: اسلام ایک سے زیادہ شادیوں کی اجازت کیوں دیتا ہے؟

جواب: اسلام ایک خدا کے اندر تکدد از واج کی اجازت دیتا ہے، یہودیوں کی تورات میں اور عیسائیوں کی انگلیں میں ایک سے زیادہ شادیوں پر کوئی حد نہیں ملتی، ان کتابوں کی رو سے اس بات کی حد موجود نہیں ہے کہ ایک مرد کتنی عورتوں سے نکاح کر سکتا ہے لہذا اگر کوئی یہودی یا عیسائی درجنوں عورتوں سے بھی شادی کر لے تو اس کا نہ ہب اُسے

اس سے منع نہیں کرتا، واضح رہے کہ تَعْذِير از واج صرف اسلام کی ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ پہلے کے یہودی اور عیسائی اس پر عمل کرتے آئے ہیں۔ تورات کے مطابق ابراہیم علیہ السلام کی تین بیویاں تھیں جبکہ سلیمان علیہ السلام کی سیٹنٹروں بیویاں تھیں۔

یہودیت کے اندر تَعْذِير از واج پر عمل جاری رہا یہاں تک کہ ان کے ایک مذہبی رہنمای گرشم بن یہودہ (955-1030 CE) نے اس کے خلاف فتویٰ دیا، یہودیوں کا کفر مذہبی طبقہ 1950 تک تَعْذِير از واج پر عمل کرتا رہا یہاں تک کہ اسرائیل کے سب سے بڑے رہب نے ایک سے زیادہ شادیوں پر پابندی عائد کر دی، نتیجتاً یہودیوں کو ایک سے زیادہ شادیاں کرنا منع کر دیا گیا۔

عیسائیت میں تَعْذِير از واج کا عمل بہت عرصے تک جاری رہا، ایک شخص جتنی چاہے بیویاں رکھ لے کیونکہ انجیل نے زیادہ شادیوں کی کوئی حد بیان نہیں کی البتہ اس دور میں گوجے کے پادریوں نے یہ پابندی عائد کی ہے کہ ایک مرد صرف ایک ہی بیوی رکھ سکتا ہے۔

جس دور میں مردوں کو غیر محدود بیویاں رکھنے کی اجازت تھی، اسلام نے اُن کی زیادتی پر پابندی عائد کی اور چار سے زیادہ بیویاں رکھنے کو منع فرمادیا، قرآن کے نزول سے پہلے بیویوں کے حوالے سے زیادہ سے زیادہ کی تعداد پر کوئی حد بندی نہیں تھی جس کی وجہ سے مرد ہیروں بیویاں رکھتے تھے، قرآن نے زیادہ سے زیادہ کی حد بھی بیان کی اور ساتھ میں برابری اور انصاف کی کثری شرطیں بھی لگادیں، اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

فَإِنْ خِفْتُمُ الْأَلْتَعْدِلُوْفَ احْدَةً
ترجمہ کنز الایمان : پھر اگر رُور کہ دو

بیویوں کو برابر نہ رکھ سکو گے تو ایک ہی کرو۔

(ب، النساء: ۳)

مسلمان کیلئے تعداد ازواج کا عمل ضروری نہیں، اسلام میں ایک سے زیادہ بیوی نہ تو منع کی گئی ہے نہ ہی اس کی ترغیب دی گئی ہے، مزید یہ کہ ایک مسلمان جس کی دو یا تین یا چار بیویاں ہوں وہ اس وجہ سے اُس مسلمان سے بہتر نہیں ہو جاتا جس کی ایک بیوی ہے لہذا ایک سے زیادہ نکاح کرنا کوئی فضیلت کی بات نہیں۔

اگرچہ تعداد ازواج کا عمل بہت سارے ادیان اور تہذیبوں میں پایا جاتا ہے لیکن مغربی ممالک کے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس کا تعلق صرف دینِ اسلام سے ہے جبکہ حقیقت حال یہ ہے کہ اسلام نے بیویوں کی تعداد پر حد بندی کا قانون بنایا تاکہ لوگ اس معاملے میں عورتوں کے حقوق پامال نہ کرتے پھریں، قرآن کریم نے مرد کو چار بیویاں رکھنے کی اجازت دی ہے بشرطیکہ وہ ان سب کے حقوق پورے کر سکے اور سب کے ساتھ برابر کا سلوک کرے، مسلمانوں کے نزدیک قرآن پاک کا یہ حکم عورتوں اور خاندانوں کے مرتبے کو مضبوط کرتا ہے، جہاں اسلام نے غیر محدود بیویاں رکھنے پر پابندی لگائی وہاں وہ عورتیں جن کے خاوند جنگلوں میں فوت ہو گئے وہ بیوہ ہو گئیں اور ان کی تعداد نہ بتا مردوں سے بڑھ گئی، نکاح کے ذریعے سے اسلام نے ان کو تحفظ دیا ہے۔

کچھ ایسے حالات جن میں دوسرا بیوی رکھنا فائدہ مند ہوتا ہے مثلاً اگر غیر شادی شدہ عورتوں کی تعداد معاشرہ میں مردوں کے مقابلے میں بڑھ جائے، خاص کر جنگلوں کے دوران جب بیوہ عورتوں کو چھٹ اور ننان و نفقہ کی حاجت ہو، ویسے بھی مرد عورتوں

کی بانسبت زیادہ مرتے ہیں، اکثر جنگلوں میں عورتوں کے مقابلے میں مرد ہی زیادہ مرتے ہیں، عموماً عورتیں مردوں سے زیادہ زندہ رہتیں ہیں، نتیجتاً مردوں کی تعداد عورتوں کی تعداد سے کم ہی ہوتی ہے لہذا اگر ایک غیر شادی شدہ مرد ایک ہی عورت سے شادی کرے تو لاکھوں عورتیں ایسی ہوں گیں کہ جن کو خاوند نہیں مل سکیں گے۔

مغربی معاشرے میں شادی شدہ مردوں کا گرل فرینڈ یا رکھیل (محبوبہ معشوقہ) کا رکھنا ایک عام سی عادت ہے اور اس عادت پر اُس معاشرے میں بہت کم تقیدی کی جاتی ہے جب کہ اُس کے نقصانات سے ہر کوئی واقف ہے، دوسری طرف تعددِ خاوند و اج کے عمل کو مغربی معاشرے میں بالکل منوع قرار دے دیا گیا ہے جبکہ اس کے کوئی نقصانات نہیں بلکہ اس کی وجہ سے عورت کی عریت و عفّت کا تحفظ ہوتا ہے۔

عورت اگرچہ دوسری، تیسرا یا چوتھی بیوی ہی کیوں نہ ہو، بہر حال وہ بیوی ہے رکھیل نہیں ہے، اس کا ایک خاوند ہے جس پر اسلامی قانون کے مطابق اس عورت کا اور اس کے پکوں کا نان و فقة واجب ہے، اس خاوند کی مثال اُس BoyFriend کی طرح نہیں ہے جو ایک دن بڑی آسانی سے عورت کو اپنے سے جدا کر دیتا ہے، جب عورت کو حمل ہو جاتا ہے تو وہ اُس عورت کو پہچاننے سے بھی انکار کر دیتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ دوسری بیوی جس کی قانوناً شادی ہوئی ہے اس کی عزت ہے، قانوناً اس کے حقوق محفوظ ہیں، معاشرے میں اس کو ایک عزت دار عورت کی طرح قبول کیا جاتا ہے، اس کے برکھیل کی نہ معاشرے میں عزت ہے اور نہ کوئی قانونی حق، اسلام سختی سے جسم فروشی اور زنا کو منع کرتا ہے البتہ سخت شرائط اور تعداد کی حد بندی

کے ساتھ ایک سے زیادہ نکاح کرنے کی اجازت بھی دیتا ہے۔

سوال: اگر مرد کو ایک سے زیادہ بیویوں کی اجازت ہے تو عورت کو ایک سے زیادہ خاوند رکھنے کی اجازت کیوں نہیں ہے؟

جواب: اسلام اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ اللہ عز و جل جو کہ غالب حکمت والا ہے اس نے مرد اور عورت کو ہر معاملے میں یعنی ایک جیسا نہیں پیدا کیا، وہ ایک دوسرے سے جسمانی، عقلی اور جذباتی اقتبار سے کافی مختلف ہیں اور ان کی صلاحیتیں بھی ایک دوسرے سے جدا گانہ ہیں، یہی وجہ ہے کہ ان کی ذمہ داریاں بھی ایک دوسرے سے جدا گانہ ہیں لیکن وہ ایک دوسرے کی ذمہ داریوں کو سراحت ہے ہوئے زندگی میں آگے بڑھتے ہیں۔

کچھ لوگ اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ مرد کو تو ایک سے زیادہ بیویوں کی اجازت ہے، عدل و انصاف کا تقاضا پھر یہی ہے کہ عورت کو بھی ایک سے زیادہ خاوندوں کی اجازت ہونی چاہیے، ہم ذیل میں کچھ اسباب بیان کرتے ہیں جس کی وجہ سے یہ سمجھنے میں مدد ملے گی کہ عورت کو ایک سے زیادہ مرد رکھنے کی اجازت کیوں نہیں ہے۔

مردوں کا ایک سے زیادہ نکاح کرنا عورتوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے مسئلے کو حل کرتا ہے۔

فطرتی طور پر مرد کے اندر تقدیر ازواج کا میلان موجود ہے جبکہ عورتوں کے اندر فطرتی بات نہیں ہے۔

اسلام اس بات کو بہت اہمیت دیتا ہے کہ بچے کے ماں اور باپ دونوں کی پہچان واضح ہو، جب مرد کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو اس شادی میں بچے کے ماں

اور باپ دونوں کی پہچان با آسانی ہو سکتی ہے لیکن اگر عورت نے ایک سے زیادہ خاوندوں سے شادی کی ہو تو اس صورت میں صرف ماں کا پتا تو یقین طور پر لگ سکتا ہے لیکن باپ کا پتا کا گناہ یقین طور پر بہت مشکل ہے، پھر اس کے لیے میدیکل ٹیسٹ کروانے کی حاجت پڑے گی کہ کس کے لطفے سے بچہ پیدا ہوا ہے، ٹیسٹ بھی ہمیشہ صحیح نہیں ہوتے یہ بات تجربہ سے ثابت ہو جکی ہے، جس باپ کو یہ یقین نہیں ہو گا کہ یہ بچہ میرا ہے تو وہ اس کی تربیت اور ننان و نفقة کے بارے میں لا پرواہ ہو جائے گا اور ماہرین نفیات بتاتے ہیں کہ یہ صورت حال بچے کے لیے ہنیٰ تکلیف اور ناخو شگوار بچپن کا سبب بن سکتی ہے۔

سوال: اسلام میں زنا کی سزا اتنی سخت کیوں ہے؟

جواب: اسلام میں سزاوں کی ایک معاشرتی وجہ ہے تاکہ دوسروں کو اس طرح کا جرم کرنے سے روکا جائے، جس سنجیدہ نوعیت کا جرم ہوتا ہے اس کے حساب سے اس کی سزا کرھی گئی ہے، آج کل کچھ لوگ زنا کی سزا کی مخالفت اس لیے کرتے ہیں کہ انہیں لگتا ہے کہ اس میں توازن نہیں ہے یا سزا بہت سخت ہے، بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ لوگوں کے ذہنوں میں مختلف معیار ہیں جس کی بنیاد پر مختلف جرائم کے نقصانات کو ناپاجاتا ہے۔ اسلام میں زنا سخت جرم شمار ہوتا ہے کیونکہ یہ خاندان کی اُن بنیادوں کو کوکھلا کر دیتا ہے جس پر ایک خاندان کی تعمیر ہوتی ہے، مرد و عورت کے ناجائز تعلقات خاندان کو ڈھا دیتے ہیں اور معاشرتی نظام کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیتے ہیں، خاندانوں کا ٹوٹ پھوٹ جانا، آنے والی نسلوں کی ہنیٰ اور جسمانی صحت کو بُری طرح اثر انداز کرتا ہے جو کہ متاثرین کو گناہ بھرے موڑ پر لا کر کھڑا کر دیتا ہے، جس میں ہر طرف خواہشاتِ نقش،

شہوت اور لڑائی جھگڑا اہوتا ہے۔ اس لیے یہ لازم ہے کہ ہر وہ طریقہ اپنایا جائے جس کے ذریعے سے خاندان کو بچایا جاسکے، یہی وجہ ہے کہ اسلام خاندانوں کے تحفظ کا داعی ہے اور ہر جرم جس کی وجہ سے یہ خاندانی تعمیر ٹوٹی ہوئی نظر آتی ہے اس پر سخت سزا میں دینے کا اسلام نے حکم دیا ہے، یہ سزا میں مرد و عورت کے لیے یکساں ہیں۔

سوال: اسلامی قانون کے مطابق عورت کو مرد کے مقابلے میں آدھا حصہ کیوں ملتا ہے؟

جواب: اسلام نے وراثت کے اُس نظام کو ختم کیا جس میں سارے کاسار اتر کے بڑے بیٹے کو ملتا تھا، قرآن پاک کے حکم کے مطابق عورت کو خود بخود اپنے باپ، خاوند، اپنے بیٹے اور اپنے اُس بھائی سے جس کی کوئی اولاد نہ ہو یا صرف بیٹیاں ہی ہوں، وراثت میں حصہ ملتا ہے۔

قرآن پاک میں وراثت کے اندر حصہ پانے والے حق داروں کی بڑی وضاحت کے ساتھ تفصیل بیان کی گئی ہے، سورہ نساء کی آیت نمبر ۱۱۲۔۱۱۷ اور ۸۷ میں قریبی رشتہ داروں کے وراثت میں حقوق کو خوب واضح کر دیا ہے اور اُس کو لوگوں کی صوابیدہ میاں بیوی کے وراثت میں حقوق کو خوب واضح کر دیا ہے اور بعض قریبی رشتہ داروں کے موجود نہ ہونے کی وجہ سے دور والے رشتہ دار بھی حصہ پاتے ہیں۔ وراثت کی تقسیم میں ہمارے خالق کے بے عیب ہونے اور علم و حکمت کا ناظراہ نظر آتا ہے کہ ایک ایسا متوافق نظام وراثت قائم کیا کہ جس میں ہر شخص کو اسکی ذمے داریوں کے حساب سے مختلف حالات میں اس کا حصہ ملتا ہے۔

بہت صورتوں میں عورت کو مرد سے آدھا حصہ ملتا ہے، بہر کیف ہمیشہ ایسا نہیں ہوتا، بعض صورتوں میں عورت کو مرد کے برابر بھی حصہ ملتا ہے اور بعض صورتوں میں عورت کو مرد سے زیادہ و راثت بھی ملتی ہے اور جب مرد کو زیادہ حصہ دیا جاتا ہے تو وہ بھی خوب سمجھ میں آنے والا اور عقلانیقاً ہر اعتبار سے درست ہے، اسلام میں عورت پر معاشی طور پر کوئی ذمہ داریاں خاندان کے لیے نہیں ڈالی گئیں اگرچہ وہ مال دار ہی کیوں نہ ہو یا اس کا اپنا کوئی آمد فی کا ذریعہ ہو، معاشی ذمہ داریوں کا بوجھ صرف اور صرف مرد کے کندھوں پر ڈالا گیا ہے، جب عورت غیر شادی شدہ ہوتی ہے تو قانون اساس کے نام و نفقہ اور اخراجات باپ یا بھائی کی ذمہ داری ہوتی ہے، جب اس کی شادی ہو جائے تو پھر یہ ذمہ داری اس کے خاوند پر یا باخ بیٹے پر پڑتی ہے، اسلام نے مرد پر اپنے خاندان کی ہر طرح کی معاشی ضرورت کی ذمہ داری ڈالی ہے۔

لہذا و راثت کے حصوں میں فرق کا مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ایک جنس کو دوسرا جنس پر ترجیح دی گئی ہے، یہ فرق صرف اس بات کی نمائندگی کرتا ہے کہ گھر کے افراد میں ڈھنی، نفسیاتی اور جسمانی فرق کی وجہ سے ان کی ذمہ داریاں الگ الگ ہیں اور ان کی ذمہ داریوں کے حساب سے سب کو صحیح اور متوازن حصہ دیئے گئے ہیں۔

الغرض عورت کا گھر میں یہ کردار ہے کہ وہ گھر کو سنبھالے اور گھر کے اندر جو ضرورتیں ہیں ان کو پورا کرے لہذا اس کو معاشی ذمہ داریوں کے بوجھ سے آزاد کر دیا گیا ہے، اس کو و راثت میں حصہ ملتا ہے لیکن وہ سارے کا سارا اس کا اپنا ہے، وہ چاہے تو استعمال کرے، چاہے تو سنبھال کر کھلے اور جو چاہے اس مال کے ساتھ کرے، کسی دوسرے

شخص کو اس کا اختیار نہیں ہے کہ وہ اس کے حصے پر کسی قسم کا دعویٰ کرے اور اس کے مددِ مقابل جو مرد کو ملتا ہے وہ اس کے مال کا حصہ بن جاتا ہے جس میں سے اس نے اپنے بال بچوں پر، گھر کی خواتین پر اور اپنی ضرورتوں پر خرچ کرنا ہے لہذا اس کے حصے میں جو آیا وہ تسلسل کیسا تھا کم ہوتا رہتا ہے۔

فرض کرو کوئی شخص فوت ہو گیا اور اس نے ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیچھے چھوڑے، بیٹا جب مہر ادا کرے گا اور اپنی بیوی کا نان و نفقة دے گا تو اس کی وراثت کا حصہ استعمال ہو گا بلکہ جب تک اس کی بہن کی شادی نہیں ہو جاتی وہ اپنی بہن پر بھی خرچ کرے گا، مزید پیسے کے لیے اُسے کام کرنا پڑے گا، بہر حال اس کی بہن کا حصہ ویسے ہی محفوظ رہے گا اور اگر وہ اس رقم کو کسی کار و بار میں لگادے تو شاید اس کا حصہ اور بڑھ جائے، جب اس کی شادی ہو گی تو خاوند سے مہر وصول کرے گی اور اس کا خرچ بھی اس کا خاوند اُٹھائے گا اور اس پر کسی قسم کی معاشی ذمے داری بھی بالکل نہیں ڈالی گئی، یہ سب دیکھتے ہوئے ایک مرد شاید اس نتیجے پر پہنچ کے اسلام نے عورت کو مرد پر ترجیح دی ہے اور عورت کو مرد سے زیادہ دولت عطا کی ہے۔

اس کے علاوہ مسلمان کو یہ بھی اختیار ہے کہ وہ اپنی جائیداد کا تیسرا حصہ اپنی صاحوبہ زید کے مطابق کسی ایسے شخص کے نام و صیت کر جائے جس کا وراثت میں حصہ مقرر نہیں ہے، وہ چاہے تو اس تیسرا حصے سے کسی غریب مرد و عورت یا کسی دور کے رشتے دار کی مدد کرنے کی وصیت کر جائے اور انسان یہ بھی کر سکتا ہے کہ اس تیسرا حصے کو کسی کا رخیر، نیکی کے کام میں لگانے کی وصیت کر جائے تاکہ مرنے کے بعد اُسے ثواب ملتا رہے۔

اسلام اور دہشت گردی

سوال: جہاد کیا ہے؟

جواب: مغربی معاشرے میں عموماً بہت غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں، جتنا شدید عمل لفظ "جہاد" پر سامنے آتا ہے شاید ہی کسی اور اصطلاح پر آتا ہو۔

عربی لفظ جہاد کے معنی عمومی طور پر مغربی دنیا میں "مقدس جنگ" (Holywar) کے سمجھے جاتے ہیں حالانکہ اس کا لغوی معنی ہے "کوشش کرنا اور کسی کام میں خوب تنگ و دو کرنا"، یہ بات غلط ہے کہ لفظ جہاد ہمیشہ لڑائی اور جنگ کا مترادف ہے جب کہ لفظ جہاد کے معانی کا صرف ایک پہلو جنگ ہے۔

جہاد سے مراد یہ ہے کہ اچھا کام کرنے کی کوشش کرتے رہنا اور ظلم کے خاتمے کے لیے جدوجہد کرنا، اپنے آپ اور معاشرے کو برائیوں سے بچانے کے لیے تگ و دو کرنا، یہ جدوجہد کبھی روحانی ہوتی ہے، کبھی معاشرتی ہوتی ہے، کبھی معاشی ہوتی ہے اور کبھی سیاسی ہوتی ہے۔

دراصل جہاد ایسا عمل ہے جو زندگی بھر جاری رہتا ہے اور اس کا دائرہ بہت وسیع ہے، لفظ جہاد صرف تھیار اٹھا کر جنگ لڑنے تک محدود نہیں ہے بلکہ حق کی طرف دعوت، حق بات کی شہادت و گواہی اور مضبوط دلائل سے حق کی وضاحت کرنا، یہ سب جہاد ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی روح کو پاک و صاف کرنے کی کوشش کرتے رہنا، اپنے ایمان کو مضبوط کرنا، اچھے کاموں کی طرف میلان پر اپنے نفس کو مجبور کرنا اور برائیوں

اور ناجائز خواہشات سے اپنے آپ کو دور رکھنا۔

پھر جہاد مال سے بھی ہوتا ہے جس کا مطلب ہے کہ کئی طرح کے اچھے کاموں میں اپنا مال خرچ کرنا، اس میں صدقہ و خیرات اور دیگر رفاهی عوام کے کام شامل ہیں۔ اپنی ذات کے ذریعے جہاد کرنا، اس سے مراد یہ ہے کہ مسلمان اچھے کام کرے، مثلاً نیکی کی دعوت دینا، برائی سے منع کرنا اور جائز طریقے سے ظلم اور بربرتی کے خلاف تھیار اٹھانا وغیرہ۔ کسی غیر ملک کے نسلط، کسی حکمران کا لوگوں کی آزادی کو چھین لینا، انصاف و اخلاق کے اصول اور قدریں مٹا دینا اور لوگوں کو حق کہنے یا حق کے راستے سے منع کرنا یہ وہ مظالم ہیں کہ اسلام نے جہاد کے نام پر ان سے حفاظت کی ضمانت عطا فرمائی ہے۔ جہاد کا یہ مطلب بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں عقائد کی ترویج و اشتاعت میں کوشش کرنا، صرف اُسی کی عبادت کی دعوت دینا، اچھی قدریں اپانا، اخلاقی حسنہ اور نیک کاموں کی اچھے انداز میں ترغیب و دعوت دینا، یہ سب جہاد ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

أَدْعُ إِلَى سَيِّلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ
وَالْبُوَعْدَلَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالْقِنْيَ
هُنَّ أَحَسَنُ ۖ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ
بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَيِّلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ
بِالْمُهَمَّدِينَ ②

ترجمہ کنز الایمان: اپنے رب کی راہ کی طرف بلا کی تدبیر اور اچھی نصیحت سے اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو بے شک تھا را رب خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بہکا اور وہ خوب جانتا ہے راہ والوں کو۔

(ب ۴، النحل: ۱۲۵)

جہاد کے نام پر اسلام معاشرے کی اصلاح اور جہالت، توهہمات، غربت، بیماریاں اور نسل پرستی کے خاتمے کی دعوت دیتا ہے، جہاد کا ایک بڑا ہدف یہ ہی ہے کہ معاشرے کے کمزور اور پسے ہوئے افراد کی طاقتور اور اثر و رسوخ والے افراد سے حفاظت کی جائے، اسلام ظلم کی شدید مذمت کرتا ہے اگرچہ ان لوگوں پر ہی کیوں نہ ہو جو کہ دین اسلام کی مخالفت کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَ لَا يَجِرُ مَنِكُمْ شَنَانُ قَوْمٍ عَلَى
ترجمہ کنز الایمان: اور تم کو کسی قوم کی
آلاً تَعْدِلُوا ط (ب۔ ۶، المائدہ: ۸)
عداوت اس پر نہ ابھارے کہ انصاف نہ کرو۔
اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو ان لوگوں کے بارے میں حکم فرمایا جنہوں نے مسلمانوں
کو مسجد حرام میں داخل ہونے سے روک دیا تھا:

وَ لَا يَجِرُ مَنِكُمْ شَنَانُ قَوْمٍ أَنْ
ترجمہ کنز الایمان: اور تمہیں کسی قوم
صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
کی عداوت کہ انہوں نے تم کو مسجد حرام سے
أَنْ تَعْتَدُوا ط (ب۔ ۶، المائدہ: ۲)
روکا تھا زیارتی کرنے پر نہ ابھارے۔

بعض افراد یا کسی قوم کی دشمنی مسلمانوں کو اس چیز پر نہ ابھارے کہ وہ ان پر ظلم
کریں یا ان کے حقوق پامال کریں۔

جہاد کی اقسام میں ایک بڑا جہاد یہ ہے کہ ظالم حکمران کے سامنے کلمہ حق کہا جائے،
اپنے آپ کو گناہوں سے بچانا بھی عظیم جہاد ہے اور ایک جہاد یہ بھی ہے کہ اس وقت
ہتھیار اٹھالیں جب مسلمانوں پر یا مسلمان ملک پر حملہ ہو یا حملہ ہونے کا امکان ہو اور

مسلمان اُسکی حفاظت کریں لیکن یہ آخری قسم کا جہاد جس کی جنگ سے تعبیر کی جاتی ہے مسلمانوں پر اس وقت فرض ہوتا ہے جب کہ اس کا اعلان ایک صحیح مسلمان حکومت کے حکمران کی طرف سے ہو جو کہ شرعی شرائط کے مطابق مسلمانوں کا خلیفہ مانا جاتا ہو۔

جہاد کا مطلب بہت وسیع ہے صرف جنگ نہیں ہے جیسا کہ مغرب میں سمجھا جاتا ہے، جب ظلم کیا جا رہا ہو، آزادی چھینی جا رہی ہو اور حق تکف کیے جا رہے ہوں نیز مندا کرات اور پر امن کو شیش ناکام ہو جائیں تو ان کے مسائل کا آخری حل جنگ ہے اور اس کو ہر عقل مند سمجھ سکتا ہے، جہاد کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ لوگوں پر زبردستی کر کے انہیں مسلمان بنایا جائے یا ان کی جائیدادوں پر قبضہ کر لیا جائے یا اپنی شان و شوکت اور طاقت دکھانے کے لیے لوگوں سے جنگ کی جائے، جہاد کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اپنی اور دوسروں کی جان و مال، عزت و آبرو، آزادی اور جائیداد وغیرہ کی ظالموں سے حفاظت کی جائے اور اٹھائے گئی حق کے راستے میں جو روکاویں ہوں ان کو دور کیا جائے۔

سوال: کیا اسلام جنگ و قال کرنے والا دین ہے؟

جواب: اسلام میں طاقت کا استعمال خاص صورتوں میں جائز ہے، خاص کر جب کہ مسلمان قوم کو کسی ایسی طاقت سے خطرہ لاحق ہو جو مسلمانوں کو نقصان پہنچانے پر متعلق ہوئی ہو، ایسے وقت میں طاقت کا استعمال فطری بھی ہے اور مُنظم بھی یعنی عقل بھی اس کو قبول کرتی ہے، مزید یہ کہ ہر کوئی جنگ کا اعلان بھی نہیں کر سکتا، یہ صرف مسلمانوں کے ممالک کا جو شرعی شرائط کے مطابق خلیفہ مقرر کیا گیا ہو اس کا حق ہے اور یہ کام بھی بڑے منظم اور مہذب طریقے سے ہوتا ہے، اسلام میں زندگی کی بہت قدر ہے، خاص

کر انسانی زندگی کے تحفظ پر اسلام نے بہت زور دیا ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ کنز الایمان: اور جس جان کی اللہ
نے حرمت رکھی اسے ناقن نہ مارو یہ تمہیں
حکم فرمایا ہے کہ تمہیں عقل ہو۔

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ
إِلَّا بِالْحَقِّ طَلِكُمْ وَصُلْكُمْ يَهُ عَذَّلُكُمْ
تَعْقِلُونَ ﴿١٥١﴾ (ب، ۸، انعام: ۱۵۱)

مزید ارشاد ہوتا ہے:

ترجمہ کنز الایمان: جس نے کوئی جان
قتل کی بغیر جان کے بد لے یا زین میں فساد
کے تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا۔

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي
الْأَرْضِ فَكَانَتْ قَاتِلَةً إِلَّا إِنَّمَا جَنِيَّعًا
(ب، ۶، السائدۃ: ۳۲)

صرف ایک جان کی ایسی قدر ہے کہ اللہ عز و جل ایک جان کو ظالمانہ طور پر ضائع
کرنے کو پوری انسانیت کے قتل کے برابر قرار دیتا ہے۔

اس بات کو سمجھنا ضروری ہے کہ اسلام میں جنگ کی اجازت خاص صورت میں اور
خخت حاجت کے وقت پر ہے اور اس کی اجازت صرف اُسی وقت ہے جب کہ سارے
پُرآمن طریقے ناکام ہو جائیں۔

آقائے دو عالم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَالْهُوَ سَلَّمَ نے کبھی کبھار صرف اپنے مقصد کو زندہ
رکھنے کے لیے جنگ کی اور کاوش اور خطرہ دور ہوا تو آپ نے فوراً آمن اور سفارتی
راستہ اختیار فرمایا، جنگ کی حالت میں بھی اسلام نے مسلمان فوج پر یہ لازم قرار دے
دیا ہے کہ وہ میدانِ جنگ میں بھی دشمنوں کے ساتھ منصفانہ رہو یہ رکھیں، اسلام نے لڑنے

والوں اور عام لوگ جو شمن ملک کے باشندے ہیں ان کے درمیان ایک واضح اور صاف خط کھینچ دیا ہے، سرکار علیہ الصلاۃ والسلام نے مسلمان فوج کو حکم دیا ہے کہ ”کسی بوڑھے، بچے اور عورت کو قتل کرو۔“^(۱)

اور ارشاد فرمایا: ”راہبوں کو ان کے عبادت خانوں میں قتل نہ کرو۔“^(۲)

ایک بار ایک عورت کی لاش کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میدان جنگ میں دیکھا تو ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: یہ عورت کیوں قتل کی گئی اور سرکار نے اس تکلیف و عمل کی مذمت کی۔^(۳)

اور شمن جو جنگ کے دوران قید کر لیے گئے ان کے حقوق کی است بہت لمبی ہے: مثلاً ان کو مارا پیٹا نہ جائے، کسی رخی قیدی کو قتل نہ کیا جائے، کسی لاش کو چیرا یا پھاڑا نہ جائے، دشمنوں کی لاشوں کو بغیر کسی جیل و محنت کے واپس کیا جائے۔^(۴)

مندرجہ بالحقائق سے یہ بات رویروشن کی طرح واضح ہو گئی کہ اسلام ظلم، نا انصافی اور بربریت کی ہر گز اجازت نہیں دیتا بلکہ اخلاق حستہ، انصاف، برداشت اور امن کی دعوت دیتا ہے۔

①.....ابوداؤد، کتاب الجنہاد، باب فی قتل النساء، ۳/۷۴، حدیث: ۲۶۷۲ و المواہب

اللدنیہ مع شرح الزرقانی، باب قتل أبي رافع، ۳/۱۴۱

.....مسند امام احمد، مسند عبد اللہ بن العباس، ۱/۶۴۳، حدیث: ۲۷۲۸

.....ابوداؤد، کتاب الجنہاد، باب فی قتل النساء، ۳/۷۳، حدیث: ۲۶۶۹، ۲۶۶۸

.....الزرقانی علی المواہب، غزوہ بدراالکبری، ۲/۳۲۴ و مسند احمد، ۱/۶۴۳

حدیث: ۲۷۲۸

جنگ و جدال کے داغ سے بہت دور رہتے ہوئے اسلام دشمنوں کی حداود سے بہت آگے ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَا يَأْتِيهَا النَّاسُ إِلَّا هُنَّ مُنْذَهُونَ
تَرْجِمَةً كِتْرَا الْيَمَانِ: لَا لَوْكُونَمْ نَتْهِيْنَ

وَأَنْثِي وَجَعَلْنَكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ
إِنَّمَا تَعْمَلُونَ
آيَةٌ مِّنْ أَنَّمَا كَرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ
بِيَقْنَكُمْ طَلَقَ اللَّهُ عَلَيْمٌ حَمِيرٌ
جَوْمٌ مِّنْ زِيَادَهٖ پَرْهِيزَگار ہے بِيَقْنَكُمْ جَانَنَه
(پ ۲۶، الحجرات: ۱۳)

شانخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں بیچان رکھو
بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ
والا بزردار ہے۔

انسانیت بے چین ہے اور دہشت گردی کے کینسر میں پھنس چکی ہے، کچھ افراد اور
حومتیں اس دہشت گردی کو مضبوط (promote) کر رہے ہیں، ان حالات اور انہیروں
میں اسلام کی روشنی کام آئے گی اور اسلام ہی میں مستقبل کے ائمہ کی امید کی جاسکتی ہے۔

سوال: کیا مسلمان دہشت گرد ہیں؟

جواب: بدسمتی سے بعض لوگوں نے اسلام کو دہشت گردی کا مُترادف سمجھ لیا ہے، دہشت
گردی سے بہت دور اسلام ائمہ پسند دین ہے، اس کے قوانین مسلمانوں کو ائمہ پسند
رہنے، ائمہ کی ترغیب دینے اور دنیا بھر میں انصاف کو قائم کرنے کی تعلیم دیتے ہیں،
اسلام دہشت گردی کو بالکل پسند نہیں کرتا جیسا کہ آج کل غلط طور پر سمجھا جا رہا ہے،
اپنے سیاسی یا مذہبی مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے جہازوں کو اغوا کرنا، لوگوں کو بڑگال
بنالینا، لوگوں کو مارنا پیٹنا اور بے قصور لوگوں کو قتل کرنا یہ اسلام کا طریقہ نہیں ہے کہ اپنے

مقاصد کو ان ذرائع سے حاصل کیا جائے، نہ یہ مسئللوں کا حل ہے اور نہ ہی یہ اسلام پھیلانے کا طریقہ ہے۔

سوال دراصل یہ ہونا چاہیے کہ کیا اسلام دہشت گردی کی ترغیب دیتا ہے؟ جواب یہ ہے کہ بالکل نہیں، اسلام مکمل طور پر ہر طرح کی دہشت گردی کو منع کرتا ہے، یہ بات ذہن میں رہے کہ ہر مذہب میں کچھ گمراہ افراد ہوتے ہیں، یک جانب نہ ہوتے ہوئے اور انصاف کا دامن تھامے ہوئے یہ دیکھنا چاہیے کہ کسی مذہب کی تعلیمات کیا ہیں؟ کیونکہ تعلیمات ہی معیار ہیں جن کے ذریعے سے یہ پرکھا جاتا ہے کہ اس مذہب کے ماننے والے بعض افراد کے اعمال درست ہیں یا غلط ہیں۔

یہ بالکل نا انصافی ہے کہ اسلام کو چند غلط کام کرنے والے گمراہ اور جاہل لوگوں کے عمل سے جانچا جائے، درحقیقت اسلام جس بات کی تعلیم دیتا ہے وہ ایک اور چیز ہے اور بعض مسلمانوں کے آج کے دور میں غلط اعمال دوسرا چیز ہیں، اسلام کے ساتھ انصاف اسی صورت میں کیا جاسکتا ہے کہ ہم اسلام کی حقیقی تعلیمات کو مانیں جو کہ واضح طور پر قرآن مجید اور أحادیث مبارکہ میں بیان کر دی گئی ہیں۔

اسلام آئین والا دین ہے جس میں انسان اپنی خواہشات کو اللہ تعالیٰ کی رضا میں فنا کر دیتا ہے، اسلام آئین کی ترغیب دیتا ہے لیکن ساتھ ہی ظلم و بربریت کے خلاف لڑنے کی بھی دعوت دیتا ہے، ظلم کے خلاف لڑائی میں کبھی ہتھیاروں کی بھی ضرورت پڑتی ہے اور کبھی طاقت کا استعمال امن قائم رکھنے کے لیے بھی ہوتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام خاص حالات میں جنگ کی اجازت دیتا ہے، کوئی

مذہب یا تہذیب اتنا بھی نہ کرے تو اس کا وجود مٹ جاتا ہے لیکن اسلام اس بات کی تائید نہیں کرتا کہ قصور لوگوں، عورتوں، بوڑھوں اور پچوں پر حملہ کیا جائے، اسلام اس بات کی بھی اجازت نہیں دیتا کہ مسلمان جہاں چاہیں جو کریں، جس کو چاہیں قتل کریں یا سزا کیں دیں، سزا کیں دینا یہ قانون کا اور قانون کے مطابق منتخب شدہ حج یا قاضی کا حق ہے۔

سوال: اسلام کو امن پسند دین کیسے کہا جاسکتا ہے جبکہ اسلام تلوار کے ذریعے پھیلا ہے؟

جواب: غیر مسلموں میں یہ ایک بڑی غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ اسلام کے مانے والے کروڑوں کی تعداد میں اس وقت دنیا میں نہ ہوتے اگر اسلام طاقت و تلوار کی بنا پر نہ پھیلایا جاتا، مندرجہ ذیل ثبوت اس کی خوب وضاحت کر دیں گے کہ اسلام کے پھیلاؤ کا طاقت و تلوار سے دور دور کا کوئی واسطہ نہیں ہے بلکہ اسلام حق کی طاقت اور عقلی دلائل و برائیں کے ذریعے سے بڑی تیزی کے ساتھ دنیا میں پھیل گیا، اسلام نے انسانوں کو ہمیشہ مذہبی آزادی دی ہے، قرآن پاک میں مذہبی آزادی کو بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے:

لَا إِكْرَاهٌ فِي الدِّينِ قُدُّسَيْنَ
الرُّشْدُ مِنَ الْعُيْنِ

(ب۳، البقرہ: ۲۵۶)

اگر اسلام تلوار سے پھیلا تو بے شک یہ حق، سچ اور سمجھ میں آنے والے دلائل کی تلوار تھی، صرف اسی طرح کی تلوار سے لوگوں کے دل اور دماغ فتح کیے جاسکتے ہیں،

قرآن مجید اس بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ کنز الایمان: اپنے رب کی راہ کی
طرف بلا ذکر کی تدبیر اور اچھی نصیحت سے
اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب
ہی احسان ہے (ب ۴، النحل: ۱۲۵) سے باہر ہو۔



انڈونیشیا ایسا ملک ہے جس میں مسلمانوں کی سب سے بڑی تعداد ہوتی ہے اور
ملا یکشیا میں بھی اکثریت مسلمانوں کی ہے۔

لیکن کبھی کوئی مسلمان فوج ان دو ملکوں میں داخل نہیں ہوئی، یہ تاریخ کی بہت بڑی
حقیقت ہے کہ انڈونیشیا کسی جنگ کی وجہ سے اسلام میں داخل نہیں ہوا بلکہ اسلام کے
اخلاقی حسنے سے لبریز پیغام نے ان لوگوں کا دل اسلام کی طرف موڑا، باوجود اس کے
کہ اسلامی حکومت جب وہاں ختم ہو گئی تو پھر بھی وہاں کے باشندے مسلمان ہی رہے
بلکہ وہ لوگ اسلام کا پیغام دوسروں تک پہنچاتے رہے اور ظلم و بربریت اور گناہوں کے
خلاف رہتے رہے، یہاں اس چیز کی خوب وضاحت ہو جاتی ہے کہ اسلام کا اثر انسانوں
پر اس کی تعلیمات اور اخلاقی حسنے کی وجہ سے ہوا، کردار کی یہ صورت اُس کے بالکل مُتضاد
ہے جس کردار کو مغرب کے لوگوں نے پیش کیا، انہوں نے لوگوں کو غلام بنایا، ان کی
جانشیدا دوں پر قبضہ کیا، انہیں وطن اور گھر چھوڑنے پر مجبور کیا اور جب یہ غاصبانہ قبضہ

کرنے والے مغرب کے لوگ وہاں سے نکلے تو لوگوں کو ان کی ناصافی، تکلیفیں، ظلم و بُربریت اور نقصان یاد رہے، وہ لوگوں کے دل نہ جیت پائے۔

مسلمانوں نے اپنیں (اندھس) پر آٹھ سال حکومت کی، اس دوران عیسائیوں اور یہودیوں کو اپنے مذہب کے مطابق زندگی گزارنے کی پوری آزادی تھی اور یہ بات تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہے جس کا کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔

عیسائی اور یہودی مذہل ایسٹ (مشرقِ وحشی) میں مسلمانوں کے ممالک میں رہ رہے ہیں، ہاضر، مراکش، فلسطین، لبنان، شام اور اردن میں عیسائیوں اور یہودیوں کی ایک خاصی تعداد آباد ہے۔

افریقہ کی ایسٹ کوست (مشرقی ساحل سمندر) پر اسلام پھیلا لیکن اس علاقے میں کبھی مسلمانوں کی کوئی فوج داخل نہیں ہوئی۔

آج کے دور میں سب سے زیادہ پھیلنے والا دین امریکہ، یورپ اور افریقہ میں اسلام ہے، آج ان ملکوں میں مسلمانوں کے ہاتھ میں کون سی تلوار ہے؟ یہ وہی تجھ کی توار ہے جس نے ہمیشہ دل پر وار کر کے دل کی دنیا کو بدلا ہے، آج بھی اسی کی برکت سے اسلام پھیل رہا ہے۔

اسلامی قانون اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت کرتا ہے، یہی وجہ ہے کہ غیر مسلموں کی عبادت گاہیں مسلمان ملکوں میں بڑے امن اور آزادی کے ساتھ اپنا کام کر رہی ہیں۔ اسلامی قانون اس بات کی بھی اجازت دیتا ہے کہ غیر مسلم اپنے پرنسپل مذہبی معاملوں میں اپنی کورٹ قائم کر سکتے ہیں، مثلاً فیصلی لاء کے معاملات جس کو وہ خود اپنے

نمہب کی تعلیمات کے مطابق ڈیزائن کرتے ہیں، اسلامی ممالک کے اندر سب شہریوں کے جان و مال کی بہت بڑی قدر ہے، چاہے وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم، الہذا یہ بات رویروشن کی طرح واضح ہو گئی کہ اسلام تواری اور طاقت کے زور سے نہیں پھیلا۔

اگر اسلام تواری سے پھیلا ہوتا تو ہندوستان میں مسلمانوں نے تقریباً ہزار سال تک حکومت کی تو اتنے لمبے عرصے میں تو وہاں کوئی بھی غیر مسلم نہ پچھا لیکن وہاں اب بھی غیر مسلموں کی اکثریت ہے اور مسلمان اقلیت میں ہیں۔

امریکہ اور کینیڈا میں تقریباً نولیٹن مسلمان ہیں ان پر کوئی تواری چلی ہے؟

سوال: قرآن کہتا ہے کہ مسلمان جہاں کہیں غیر مسلم کو پائیں اُسے قتل کر دیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام قتل و غارت، خون بہانا اور بربریت کی ترغیب دیتا ہے؟

جواب: قرآن پاک کی کچھ آیات ایسی ہیں کہ جن کا حوالہ غلط طور پر دیا جاتا ہے یا سیاق و سبق کیوضاحت کیے بغیر اُن کو پیش کیا جاتا ہے اور یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ اسلام مسلمانوں کو قتل و غارت کی تعلیم دیتا ہے اور اس بات پر اکساتا ہے کہ ہر وہ شخص جو دائرہ اسلام میں نہیں ہے وہ جہاں بھی ملے اُسے قتل کر دلو۔

وہ آیت جس میں اس بات کا ذکر ہے کہ مشرکین جہاں بھی ملیں ان کو قتل کر دو، اس کا صحیح معنی اور محل سمجھنا بہت ضروری ہے اور پوری سورت کا مطالعہ کرنا انگریز یہ ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں اور مشرکین مکہ کے درمیان اُنکن کا معاہدہ ہو چکا تھا، مشرکین نے اس معاہدے کو توڑ دیا، انہیں چار مہینے کا وقت دیا گیا کہ وہ اس معاہدے کی طرف واپس لوٹ آئیں ورنہ ان کے خلاف جنگ کی جائے گی، پوری آیت یہ

ہے:

ترجمہ کنز الایمان: پھر جب حرمت والے
مہینے نکل جائیں تو مشرکوں کو مارو جہاں پاؤ
اور انہیں کپڑا اور قید کرو اور ہر جگہ ان کی
تاک میں بیٹھو پھر اگر وہ تو بہ کریں اور نماز
قام کھیں اور زکوٰۃ دیں تو ان کی راہ چھوڑ
دوبے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

فَإِذَا النَّسْلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا
الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدُوكُنُونُهُمْ وَ
خُذُوهُمْ وَاحْصُهُمْ وَهُمْ وَاقْعُدُوهُمْ
كُلَّ مَرَضِىٍّ فَإِنْ تَأْبُوا أَقْاتُمُوا
الصَّلُوةَ وَأَنُوَالِرِزْكَوَةَ فَحَلُّوْسِبِيلُهُمْ
إِنَّ اللَّهَ عَفُوٌ عَنِ الْحَمِيمِ ⑤

(ب، ۱۰، التوبۃ: ۵)

اس آیت میں ان مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے جنہوں نے مشرکین سے معاہدہ کیا
تھا اور مشرکین نے اس معاہدے کو توڑ دیا، کوئی بھی کھلے ذہن سے اس معاملے پر غور کرے
اور اس آیت کے تاریخی پس منظر کو سامنے رکھے تو وہ ضرور اس بات سے اتفاق کرے
گا کہ یہ آیت اس بات کی شہادت کے طور پر پیش نہیں کی جاسکتی کہ اسلام قتل و غارت،
خون بہانے اور بربریت کی ترغیب دیتا ہے اور جو لوگ دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہیں
ان کے قتل عام کا حکم دیتا ہے۔

اس سے الگی آیت اس اعتراض کا جواب دیتی ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا

ہے:

ترجمہ کنز الایمان: اور اے محبوب اگر
کوئی مشرک تم سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دو
فَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجِاهَكَ

مَأْمَنَةٌ طَلِيكَ إِنَّهُمْ قَوْمٌ لَا
يَعْبُرُونَ^①

کہ وہ اللہ کا کلام سے پھر اسے اس کی امن
کی جگہ پہنچا دیا اس لئے کہ وہ نادان لوگ
ہیں۔

(ب ۱۰، التوبہ: ۶)

قرآن پاک صرف اس بات کی ہدایت نہیں دیتا کہ جو مشک پناہ مانگے اس کو
پناہ دو بلکہ اس کی حفاظت کی بھی ضمانت دیتا ہے، آج کے دور میں کون سا ایسا ملٹری
کمانڈر ہے جو اپنی فوج کو اس بات کا حکم دے: ”نہ صرف پناہ مانگنے والوں کو پناہ دو بلکہ
ان کو حفاظت کے ساتھ محفوظ جگہ پر پہنچا بھی دو“ جبکہ اس بات کا حکم اللہ عز و جل نے
قرآن پاک میں فرمایا ہے۔

الحمد لله رب العالمين

سوال: کیا یہ درست ہے کہ اسلام صرف اہل عرب کا دین ہے؟

جواب: یہ سوچ صرف اس ایک حقیقت سے غلط ثابت ہو جاتی ہے کہ دنیا میں عرب
مسلمانوں کی تعداد کل مسلمان آبادی کا پندرہ سے بیش فیصد ہے، اندرین مسلمان عرب
مسلمانوں سے زیادہ ہیں اور اندر نیشیا میں مسلمان انڈیا سے بھی زیادہ ہیں، یہ غلط فہمی
شاید اسی وجہ سے ہوتی ہے کہ مسلمانوں کی پہلی کئی نسلیں اکثر عرب تھیں، قرآن مجید
عربی میں ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان اقدس بھی عربی ہے۔
تاریخ اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ آقا نے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آپ
کے صحابہ کرام عَلَيْهِمُ الرَّضْوَانُ اور پہلے کے مسلمانوں نے اسلام کو تمام قوموں، تمام نسلوں

اور تمام انسانوں تک پہنچانے کی بھرپور کوشش فرمائی، اسلام کے ابتدائی ایام، ہی میں حضور ﷺ کئی صحابہ مختلف ملکوں، زبانوں اور تہذیبوں سے تعلق رکھنے والے تھے، ان میں سے حضرتِ بلاں جسی ایک افریقی غلام تھے، حضرت صہیب کا تعلق یورپ لیعنی ”روم“ سے تھا، حضرت عبد اللہ بن سلام یہودی عالم تھے اور حضرت سلمان فارسی ایران سے تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

اس کے علاوہ یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ نہ تو سارے کے سارے مسلمان عربی ہیں اور نہ ہی سب کے سب عرب مسلمان ہیں، ایک عربی شخص مسلمان، عیسائی، یہودی یا دہری یا کچھ بھی ہو سکتا ہے، بعض لوگ ترکیوں اور ایرانیوں کو بھی عرب سمجھ لیتے ہیں حالانکہ وہ بالکل عرب نہیں ہیں، ان کی زبان میں الگ ہیں، ان کی تہذیبوں، عادات و اطوار عربوں سے بالکل جدا ہیں۔

اسلام کی سچائی تمام انسانوں کے لیے ہے، ان کا تعلق کسی بھی رنگ و نسل، قوم، قبیلہ، تہذیب یا زبان سے ہو، آپ ناجیر یا سے بونسیا تک اور ملائیشا سے افغانستان تک نظر دوڑا کیں تو یہ اس بات کا کافی ثبوت ہو گا کہ اسلام ایک عینقری (Universal) دین ہے اور یہ پیغام ہدایت اور پیغامِ آمن ساری انسانیت کے لیے ہے، اس کا ذکر کرنا بھی فائدہ مند ہو گا کہ مسلمانوں کی ایک اچھی خاصی تعداد امریکیں اور یورپیں ہے جن کی زبان نہیں اور تہذیبوں مختلف ہیں، وہ دائرۃِ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں حالانکہ عربوں کا کچھ بھی ان کے اندر نہیں ہے، قرآن واضح طور پر ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ کنز الایمان: اور اے محبوب ہم
نے تم کونہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جوتا
آدمیوں کو گھیرنے والی ہے خوشخبری دیتا اور
ڈرستاتا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔

وَمَا أَنْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَةً لِّلثَّالِسِ
بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلِكُنَّا كُنْتَ الرَّاِسِ
لَا يَعْلَمُونَ ۝

(پ، ۲۲، سبا: ۲۸)

سوال: سب آذیان اپنے مانے والوں کو اچھے اعمال کرنے کا حکم دیتے ہیں تو انسان
مسلمان ہی بن کر اچھے عمل کیوں کرے یا مسلمان ہونا ہی کیوں ضروری ہے؟

جواب: قرآن کریم میں اللہ رب العالمین ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ کنز الایمان: آج میں نے تمہارے
لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پرانی نعمت
پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین
الإِسْلَامَ دِينًا

أَلْيُومَمَا كُلِّتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَنْتُمْ
عَلَيْكُمْ نِعْمَتٌ وَرَاضِيَتُ لَكُمْ

(پ، ۶، المائدہ: ۳)

مزید ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ کنز الایمان: بے شک اللہ کے
بیہاں اسلام ہی دین ہے۔

إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ ۚ

(پ، ۳، آل عمران: ۱۹)

پھر فرماتا ہے:

ترجمہ کنز الایمان: اور جو اسلام کے
سو کوئی دین چاہے گا وہ ہرگز اس سے قبول
وَمَنْ يَدْعِ غَيْرَ الْإِسْلَامَ مِدِينَةً لَنْ
يُقْبَلَ مِنْهُ ۗ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مَمَنْ

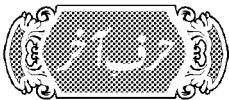
الْخَسِيرُونَ ⑤ (ب، ۳، ال عمرن: ۸۵) نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں زیاد کاروں

(نقسان انٹھانے والوں میں) سے ہے۔

اسلام اللہ تعالیٰ کا آخری پیغام ہے، اس میں انسانیت کیلئے کامل ہدایت موجود ہے، اسلام ان غلطیوں کی اصلاح کرتا ہے جو پچھلے زمانوں میں ادیان کے اندر داخل ہو گئیں، ان کا تعلق عقائد سے ہو یا اعمال سے، جیسا کہ کسی بھی ملک میں جب ایک نیا قانون بنتا ہے تو وہ پہلے قانون کو منسوخ کرتا ہے اور پچھلے قوانین پر ترجیح پاتا ہے، اسلام نے آکر سب ادیان کو منسوخ کر دیا، اب دین صرف اسلام ہے، لہذا اچھے اعمال کی قبولیت کا دار و مدار اسلام کو اختیار کرنے پر ہے کیونکہ اس کی تعلیمات نہ بد لیں اور نہ منسوخ ہوئیں۔

بے شک سارے ادیان خاص کر جو آسمانی ادیان ہیں (مثلاً عیسائیت، یہودیت اور دین اسلام) اچھے اخلاق، دیانت داری، اہمن وغیرہ کی تعلیم دیتے ہیں لیکن اسلام کی خصوصیت یہ ہے کہ اسلام اس سے بہت آگے ہے کہ وہ صرف لوگوں کو دیانتدار اور کھرا رہنے کی تعلیم دے بلکہ اسلام یہاڑی کی تشخیص کرتا ہے اور پھر اس کا علاج بھی بتاتا ہے۔

اسلام انسان کے مسائل کا عملی حل پیش کرتا ہے، انفرادی اور اجتماعی برائی کو ختم کرتا ہے، اسلام خالق کائنات کی طرف سے انسانیت کے لیے ہدایت ہے اور خالق، ہی بہتر جانتا ہے کہ اس کی خلائق کے لیے کیا بہتر ہے، اسی لیے اسلام کو انسانوں کا فطری دین مانا گیا ہے۔



ہم اپنے قارئین سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنے آپ سے یہ سوال پوچھیں کہ اسلام کے خلاف منفی پروپیگنڈا اور غلط معلومات پھیلانے کے پیچھے کون ساجذہ اور راجحہ اچھا ہوا ہے، اگر اسلام بھی کسی عام مذہب کی طرح جھوٹا مذہب ہوتا، سمجھہ اور عقل سے دور ہوتا تو کیا اتنے سارے لوگوں کو ضرورت پڑتی کہ وہ اسلام کے بارے میں جھوٹی اور غلط باتیں ایجاد کر کے پھیلائیں!

حقیقت یہ ہے کہ اسلام وہ ہے جس کی بنیاد میں بہت مضبوط ہیں، ان مضبوط بنیادوں پر کھڑا ہوا مسلمان بغیر کسی شک و شبہ کے اللہ تعالیٰ کی توحید کو مانتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب حضرت محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو آخری نبی مانتا ہے۔

آخر میں یہ عرض بھی کریں گے کہ دین اسلام کی تلقینیت جانے کے لیے ہمیں یہاں وہاں سے معلومات لینے کے بجائے قرآن و حدیث کا مطالعہ کرنا چاہیے اور مخلص و باعمل نیک مسلمانوں سے اس دین کی معلومات حاصل کرنی چاہئیں، میڈیا یا ابے عمل جاہل اور فاسق مسلمان سے نہیں۔

وَمَا عَلِيَّنَا إِلَّا أَبْلَغُ الْمُبِينُ

مآخذ و مراجع

كتز الإيمان	كتبة المدينه	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں، متوفی ۱۳۲۰ھ
الدر المنشور	دار الفکر بیروت ۱۳۰۳ھ	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی متوفی ۹۱۱ھ
روح البيان	کوئٹہ ۱۳۱۹ھ	موی الرؤم شیخ اسماعیل حقی برڈی متوفی ۱۱۳۷ھ
المسنند	دارالكتب العلمية بیروت ۱۳۲۱ھ	امام ابوکعب عبد الرزاق بن حمام بن نافع صناعی متوفی ۲۲۱ھ
صحیح البخاری	دار الفکر بیروت ۱۳۱۲ھ	امام احمد بن محمد بن حبل متوفی ۲۲۱ھ
صحیح مسلم	دارالكتب العلمية بیروت ۱۳۱۹ھ	امام ابو عبد الله محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۷ھ
سنن ابن ماجہ	دار المعرفة بیروت ۱۳۲۰ھ	امام ابو عبد الله محمد بن زید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ
سنن أبي داود	دار ارث الاتراث العربي بیروت ۱۳۲۲ھ	امام ابو داؤد سليمان بن اشعث بجعافی متوفی ۲۷۵ھ
سنن الترمذی	دار المعرفة بیروت ۱۳۲۲ھ	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ
المستدرک	دار المعرفة بیروت ۱۳۱۸ھ	ابو عبد الله محمد بن عبد الله حاکم نیشاپوری متوفی ۲۰۵ھ
كتز العمل	دارالكتب العلمية بیروت ۱۳۱۹ھ	علی مقتبی بن حسام الدین بنہنی بربان پوری متوفی ۹۷۵ھ
فتح الباری	دارالكتب العلمية بیروت ۱۳۲۱ھ	امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ
النحوی علی المسلم	دارالكتب العلمية بیروت ۱۳۰۰ھ	امام حجی الدین ابو ذر یاسحیج بن شرف نوی متوفی ۲۷۲ھ

درا الفکر بیروت ۱۳۸۷ھ	امام بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ	عameda القاری
دارالكتب العلمية بیروت ۱۴۲۲ھ	علام محمد عبد الرؤوف مناوي متوفی ۱۰۳۱ھ	فیض القدیر
باب المدينة کراچی	شیخ علی بن سلطان المعروف بعلی قاری متوفی ۱۴۰۱ھ	منح الروض الأزهر
رضا فاؤنڈیشن لاہور	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۸۰ھ	الفتاویٰ الرضویة
مکتبۃ المدینہ کراچی	مقتی محمد مجدد علی عظیٰ متوفی ۱۳۶۷ھ	بھار شریعت
دار احیاء التراث بیروت	امام محمد بن عیسیٰ الترمذی متوفی ۲۷۹ھ	الشماائل المحمدیہ
دارالكتب العلمية بیروت ۱۴۲۶ھ	شہاب الدین بن محمد قسطلاني متوفی ۹۲۳ھ	المواهب اللدنیة
دارالكتب العلمية ۱۴۳۷ھ	محمد زرقانی بن عبد الباقی بن یوسف متوفی ۱۱۲۲ھ	شرح المواهب



جنت کی دعا

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبیوں کے سلطان، سرویزیثان، سردارِ دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے تین مرتبہ اللہ عز و جل سے جنت کا سوال کیا تو جنت دعا کرتی ہے کہ یا اللہ عز و جل اس کو جنت میں داخل کر دے اور جس شخص نے تین مرتبہ دوزخ سے پناہ مانگی تو دوزخ دعا کرتی ہے کہ یا اللہ عز و جل اس کو دوزخ سے پناہ میں رکھ۔

ترمذی، کتاب صفة الجنة، باب ماجاء في صفة الجنة ونعيمها، ۴/ ۲۵۷، حدیث: ۲۵۸۱

مختصر محتوى فتاویٰ

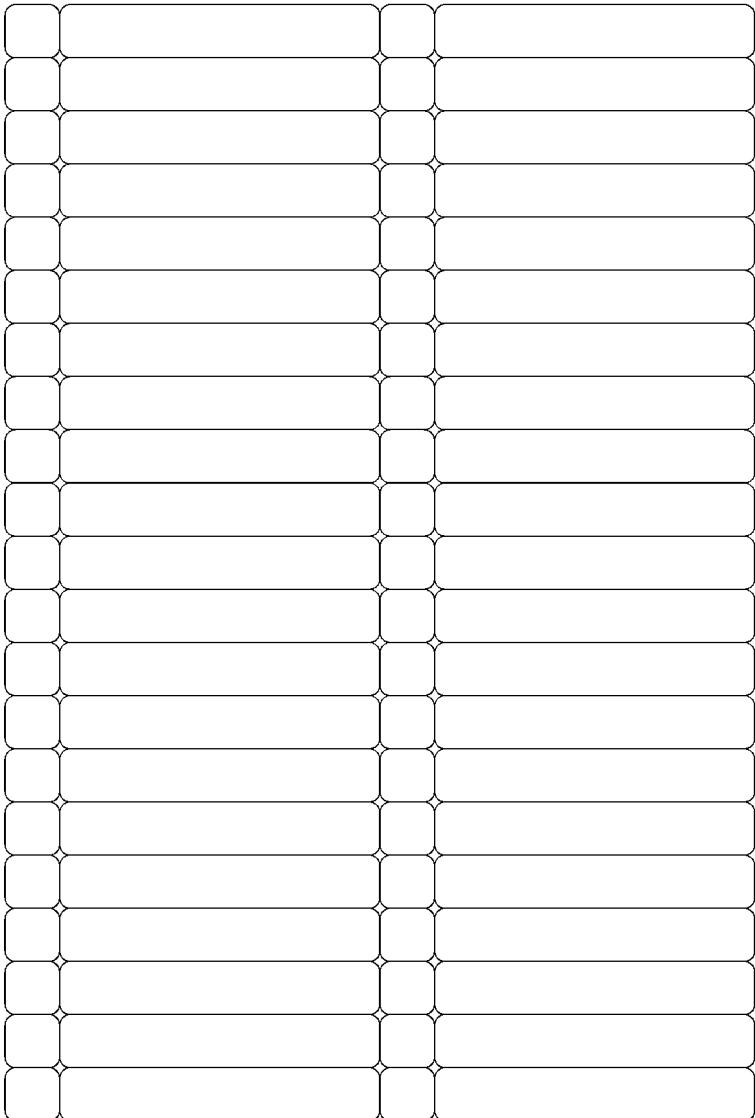
(کل صفات: 106).....	غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات.....	01
(کل صفات: 97).....	تکبر.....	02
(کل صفات: 87).....	فرامیں مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم.....	03
(کل صفات: 57).....	بدگمانی.....	04
(کل صفات: 33).....	تگھ دستی کے اساب.....	05
(کل صفات: 32).....	نور کا حلولنا.....	06
(کل صفات: 49).....	اعلیٰ حضرت کی انفرادی کوششیں.....	07
(کل صفات: 164).....	فکرِ مدینہ.....	08
(کل صفات: 32).....	امتحان کی تیاری کیسے کریں؟.....	09
(کل صفات: 170).....	ریا کاری.....	10
(کل صفات: 262).....	قومِ خاتم اور امیرالمبشت.....	11
(کل صفات: 48).....	عشر کے احکام.....	12
(کل صفات: 124).....	توپ کی روایات و حکایات.....	13
(کل صفات: 150).....	فیضانِ زکوٰۃ.....	14
(کل صفات: 66).....	احادیث مبارکہ کے انوار.....	15
(کل صفات: 187).....	تریتی اولاد.....	16
(کل صفات: 63).....	کامیاب طالب علم کون؟.....	17
(کل صفات: 32).....	ٹی وی اور مُووی.....	18
(کل صفات: 30).....	طلاق کے آسان مسائل.....	19
(کل صفات: 96).....	مفہیٰ دعوتِ اسلامی.....	20
(کل صفات: 120).....	فیضانِ چهل احادیث.....	21
(کل صفات: 215).....	شرح شجرۃ قادریہ.....	22
(کل صفات: 39).....	نماز میں لقرہ دینے کے مسائل.....	23
(کل صفات: 160).....	خوفِ خدا عزوجل.....	24

(کل صفحات: 100).....	25.....تعارف امیر الہست
(کل صفحات: 200).....	26.....افرادی کوشش
(کل صفحات: 62).....	27.....آیات قرآنی کے انوار
(کل صفحات: 115).....	28.....قمر میں آنے والا دوست
(کل صفحات: 325).....	29.....فیضان احیاء العلوم
(کل صفحات: 408).....	30.....نیائے صدقات
(کل صفحات: 152).....	31.....جنت کی دو چاپیاں
(کل صفحات: 43).....	32.....کامیاب استاذ کون؟
(کل صفحات: 696).....	33.....نیک بینے اور بنانے کے طریقے
(کل صفحات: 590).....	34.....حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز کی 425 حکایات
(کل صفحات: 48).....	35.....حج و عمرہ کا مختصر طریقہ
(کل صفحات: 168).....	36.....جلد بازی کے نصانات
(کل صفحات: 22).....	37.....قصیدہ برداہ سے روحانی علاج
(کل صفحات: 25).....	38.....تذکرہ صدر الافقاں
(کل صفحات: 125).....	39.....سنتیں اور آداب
(کل صفحات: 83).....	40.....بعض کیفیت
(کل صفحات: 60).....	41.....اسلام کی بنیادی باتیں (حصہ 1) (سابقہ نام: مدنی نصاب برائے مدنی قaudah)
(کل صفحات: 104).....	42.....اسلام کی بنیادی باتیں (حصہ 2) (سابقہ نام: مدنی نصاب برائے ناظرہ)
(کل صفحات: 352).....	43.....اسلام کی بنیادی باتیں (حصہ 3)
(کل صفحات: 48).....	44.....مرارات اولیاء کی حکایات
(کل صفحات: 79).....	45.....فیضان اسلام کورس حصہ اول
(کل صفحات: 102).....	46.....فیضان اسلام کورس حصہ دوم
(کل صفحات: 208).....	47.....محبوب عطار کی 122 حکایات
(کل صفحات: 128).....	48.....بدگونی
(کل صفحات: 134).....	49.....فیضان معراج
(کل صفحات: 180).....	50.....نام کے احکام
(کل صفحات: 121).....	51.....اسلام کے بنیادی عقیدے



یادداشت

دوران مطالعہ ضرورتا اندر لائے کجھے، اشارات الکھ کر صفحہ نمبر نوٹ فرمائیجے، ان شاء اللہ عزوجل علم میں ترقی ہوگی۔



الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ أَكَابِدُ فَقَاءَ عُودٍ بِكَلِمَاتِ الشَّيْطَنِ التَّجْهِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نیک نمازی بنے کیمیتے

ہر چھ عرصات بعد نمازِ مغرب آپ کے بیہاں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں رضاۓ الہی کیلئے اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ ساری رات شرکت فرمائیے ﴿سنتوں کی تربیت کے لئے مدنی قافلے میں عاشقان رسول کے ساتھ ہر ماہ تین دن سفر اور ﴿روزانہ دُنگلِ مدینہ﴾ کے ذریعے مدنی ایعامات کا رسالہ پر کر کے ہر مدنی ماہ کی پہلی تاریخ اپنے بیہاں کے ذمے دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے۔

میرا مدنی مقصد: ”مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔“ ان شاء اللہ عزوجل۔ اپنی اصلاح کے لیے ”مدنی ایعامات“ پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لیے ”مدنی قافلواں“ میں سفر کرتا ہے۔ ان شاء اللہ عزوجل



ISBN 978-969-631-690-9



0126166



فیضانِ مدینہ، محلہ سودا گران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)

UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 1284

Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net